

تذکرہ

عہد شریا

نا لیف

علام ہدایت مصطفیٰ

(تمثیل و ترجیح)

عطاء کاکوی

تاج خیص

۱۸۱

مختصر شریا

ترجم شعر ریخنیہ
مشتمل بر

تایف

علامہ مبدائی مصحح

مرتبہ

شیدہ عطا الرحمن عطا کا کوئی

رئیس ادارہ تحقیقات عربی و فارسی، پڑشاہ

۱۹۶۷ء
۱۳۸۶ھ

تاریخ اشاعت

ماہر ۱۹۶۸ء

ناشر

عظیم الشان بک دلوپو
سلطان گنج پنہ

تعداد اشاعت

۵۰۰ (پاراول)

قیمت فی جلد

دو روپیا علی

کاتبین

(۱) رضی احمد بہاری

(۲) شریف دامالوری

مطبع

ذی آرٹ پرس سلطان گنج پنہ

پیش لفظ

علامہ مہدی فارسی مصححی کے نہیں تذکرے موجود ہیں۔ پہلا ذکرہ عقد ثریا فارسی شعر اکے تراجم پر مشتمل ہے، مگر اس میں چواليں شعرا ایسے ہیں جو ذرولسان بین تھے۔ اس تذکرہ کا سال تاییف ۱۱۹۹ھ ہے۔ مگر جبکہ اس میں بعد میں بھی کچھ اضافے ہوئے ہیں۔

ان کا دوسرا تذکرہ جو عقد ثریا کی تفہیف کے معا بعد شروع ہوا تذکرہ ہندی کے نام سے مشہور ہے اس کا سال اتمام ۱۲۰۶ھ ہے۔ ان کا تیسرا تذکرہ ریاض الفصحا ہے جس کی ابتداء ۱۲۴۱ھ میں ہوئی اور اختتام ۱۲۵۳ھ میں محمد الحق صاحب نے یہی تذکروں کو انہیں ترقی اردو سے شائع کیا اور یہیں پر مکیاں مقدمہ لکھا۔

مؤخر الذکر دونوں تذکروں کی طرح عقد ثریا بھی اردو شاعری پر کام کرنے والوں کے لئے ناگزیر ہے۔ اسی خیال سے اس تذکرہ میں جو چواليں ایسے تھے جو اردو میں بھی داد سخن دیتے تھے ان کا ترجمہ فارسی زبان۔ سہ اردو میں منتقل کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ ان میں بعض شوارکے تراجم تذکرہ ہندی اور ریاض الفصحا میں بھی مشترک ہیں اور مصححی نے ان میں بہت سی تھیں باقیں

بھی اضافہ کی ہیں۔ اس لئے ہر شاعر کے ترجمہ کے ساتھ جہاں ان دونوں
تذکروں میں ان کے احوال ملے ان کو بھی قوسمیں میں زبان اور دو میں منتقل کر کے
شامل کر دیا گیا ہے۔ عقد ثریا کے قلمی نسخہ میں جو فارسی کے اشعار تھے، ان کی
شمولیت تو غیر ضروری تھی ہی اور مطبوعہ نسخہ میں بھی اشعارِ محدث و فرمجا ہیں۔
تذکرہ ہندی، اور ریاض الفصحاء میں جو ریخت کے اشعار تھے ان کو بھی بوجوہ
حذف کر دیا گیا ہے۔ صرف حالات پیش کرد گئے ہیں۔ امید ہے کہ
میری یہ سو شیش مشکل کو رہو گی۔

عطا کا کوئی عطامنزل بسلطان بخ پیشہ

۱۹۶۸ء مارچ

۱۳۸۷ھ ذی الحجه

دیباچہ مؤلف

(تاختیص)

”ناپیز غلام ہمدانی تخلص مصححی عرض کرتا ہے کہ اپنے فلکہ شعر سے محنت کہاں تھی کہ دوسرے کے اشعار کی فراہمی کا بارا بھاتا یکونکہ اس کام کے لئے دل و دماغ کے سکون کے علاوہ سرمایہ اور کافی مواد کی ضرورت تھی اسی لئے بجاۓ کسی بیاض کی ترتیب کے اپنی ہی شعر گوئی میں مہنمک رہتا تھا اور رنجتہ اور فارسی کی غزلیں کہا کرتا تھا اور اسی سلسلہ میں شہجہان آباد میں ہتھاڑ کی طرح ڈالی اور اکثر شعرا سے سبقت لے گیا۔ فارسی زبان میں ہمارت کلی کے باوجود رسم دردابح زمانہ کے مطابق رنجتہ گوئی پر زیادہ محنت کرتا رہا۔ ہاں اکثر دوستیں کی ہمزاںی کے لئے کبھی کبھی فارسی بھی کہا کرتا تھا مگر اس دور میں شعر رنجتہ بھی فضاحت و بلاغت میں فارسی سے کسی درجہ کم نہ تھا۔ اسی اثناء میں جب مرزا محمد حسن قلیل غریب خانہ کے مثاعروں میں شرکیب ہونے لگے تو ان مثاعروں میں رنجتہ کے ساتھ فارسی غزلیں بھی پڑھی جانے لگیں تو ناچار مجھے بھی ان میں حصہ لینا پڑا۔ اس زمانہ میں ہم اور وہ اکثر ہم طرح رہے اور ایک دوسرے پر فرقیت لے جانے کی کوشش میں لگے

رہنے چونکہ مرزاند کو رسپاچ نہیں۔ شعر اکی صحیتیں اٹھائی بخشن اور ان کے
 اشعار اور احوال ان کے دل پر نقش نہیں ان کو ایک روز سنانا کر معاصرین
 کے ایک تذکرہ مرتب کرنے کی ترغیب دی اور ان میں سے چند شعر کے احوال بیان
 میں مجھے لکھوا بھی دیئے اور اس طرح یاروں اور دوستوں کی یاد میرے دل میں پیدا
 کر دی۔ میں پریشان حال، اپنے کام و ہندسے میں مصروف، یہ ہم کام ایک
 بچوں کے لیکھیں سے زیادہ اعتماد نہیں رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ جب احساس ہوا
 کہ یہ بلا میرے گردن میں پڑ کر رہتے گی تو اس نیست عادق اور یار موافقی سے
 دوری کے بعد دن رات اسی ادھیر بن میں لگا رہا اور تن تنبہاں فردوس آرام
 گاہ (محمد شاہ) کے عہد سے لے کر شاہ عالم بادشاہ تک کے شعرا کے معاصرین
 کے کلام اور حالات کی تلاش میں مغہمک رہا اور زمانہ اور مردہ شعرا میں
 سے ہر ایک کے متعلق معلومات فراہم کر کے لکھتا رہا اور چاہتا تھا کہ
 حروف تہجی کے حساب سے ایک تذکرہ مرتب ہو جائے یہاں تک کہ ۱۹۹۱ء میں
 ایک تذکرہ جبکو بیاضن کہنا زیادہ موزوں ہو گا مرتب ہو گیا۔ چونکہ قبل کے تذکرہ
 زگاروں نے قدم اکے احوال و اشعار کی فراہمی میں کوئی ہنیں کی ہے اس
 لئے میں نے ان کا اندر راجح تخصیص حاصل سمجھا اس نے عہد فردوس آرام
 گاہ نے عہد بادشاہ عالم کے شعرا کے معاصرین ہی تک اس کو
 مدد در کھا اور اکثر تفضیل کی۔ بجائے اجمال سے کام لبا اس لئے کہ
 بہنوں کے متعلق معلومات کے حصوں کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ جب یہ
 تذکرہ مرتب ہو گیا تو اس کا نام ”عقد ثریا“ رکھا۔ اور احتمام کی

تاریخ "زہے بارع صفا" کی۔ امید ہے کہ لوگ اس تذکرہ کی قدر کر سکیں گے کہ فائل سے خالی نہیں ہے؟

اصنافہ الہ مرتب

عقد تریا فارسی کو شعر اکاذکرہ ہے مگر ان میں بہترے ذوالساین
میں انچمن ترقی ارزو اور ناگ آباد دکن نے اسکو مولوی عبد الرحمن صاحب کے
مقدمہ کے ساتھ ۱۹۳۲ھ میں ثابت کیا تھا۔ یہ تذکرہ روزِ مخطوطی کی مدد
سے مرتب ہوا تھا ایک نسخہ خدا بخش خان اور دوسری نسخہ رام پور کا تھا۔ متن
میں بے شمار غلطیاں رہ گئی ہیں۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ تذکرہ ۱۱۹۹ھ، یہی
میں مرتب ہوا۔ یہ اختتام کی تاریخ ہے ابتداء میں سے چند سال پہلے ہی ہو چکی تھی اور
۱۱۹۹ھ کے بعد تک یعنی ۱۲۱۲ھ تک اس میں اضافہ کی نشاندہی ممکن ہے جبکہ
صاحب کا خیال کہ اصل تذکرہ "تذکرہ ہندی" ہے اور عقد تریا اس کا تکملہ ہے،
حقیقت سے بعید ہے ہاں "ریاض الفضحاء" کو دُنون کا تکملہ کہہ سکتے ہیں۔ مطبوعہ
نسخہ کے آخر میں ایک ترقیتی سے پتہ چلتا ہے کہ مخطوطہ نسخہ کا کاتب کو فی تعمید حضرت
سماجی نے صوبہ لکھنؤ میں بتا ریخ ۱۲۲۳ھ ذی القعده ۱۲۲۴ھ دوشنبہ کے دن ملٹی
شیوزائیں صاحب کی فرمائشی سے مرا جنگلی کی حوالی میں یہ نسخہ لکھا۔

پیش لفظ

دیباچہ مؤلف

فهرست شعراء

تذکرہ شعراء

تغییقات

فهرست شعراء

۳ - ۳

۷ - ۵

۱۰ - ۸

۵۰ - ۱۱

۴۲ - ۵۱

ردیف	ردیف	نام	خلص	ردیف
۱۲	۳	سراج الدین علی خان	آزاد	- ۱
۱۳	۴	میر غلام علی آزاد	آزاد	- ۲
۱۱	۱	نظام الملک اصف جاہ	اصفت	- ۳
۱۱	۲	قزل باش خان	امید	- ۴
۱۵	۵	عمدۃ الملک امیر خان	اجرام	- ۵
۱۵	۶		بیدار	- ۶
۱۸	۹	مزا عبدالفتاد	بیتل	- ۷
۱۶	۸	پروانہ رائے جسوسنگھ	پروانہ	- ۸
۱۹	۱۰	شاہ بخچا	پنچھا	- ۹
۱۶	۷	شرف الدین علی خان	پیام	- ۱۰
۱۹	۱۱	جہاندار جہاں دار شاہ	جہاندار	- ۱۱

شماره تخلص	نام	تاریخ	شماره ترتیب	صفحه
-۱۲	حاتم	شیخ طہور الدین	۱۳	۲۰
-۱۳	حسنت	محمد شمس علی خان	۱۴	۱۹
-۱۴	درود	خواجہ میر	۱۵	۲۳
-۱۵	درود منز	محمد فقیله صاحب	۱۶	۲۵
-۱۶	دیوانہ	رائے سرب کھ	۱۷	۲۲
-۱۷	ذکا	بیرا ولاد علی	۱۸	۵۰
-۱۸	راغب	مرزا سجان قلی بیگ	۱۹	۲۶
-۱۹	سمی	مرزا جان بیگ	۱۸	۲۶
-۲۰	سودا	مرزا رفیع	۱۹	۲۶
-۲۱	سوز	محمد میر	۲۰	۲۹
-۲۲	شاعر	میر سید محمد بلگرامی	۲۲	۳۰
-۲۳	شر	ابراهیم بیگ	۲۱	۲۹
-۲۴	صالون	شیخ نظام الدین	۲۳	۳۱
-۲۵	صحیمان	خان دوران بہادر خواجہ عاصم	۲۴	۳۰
-۲۶	ضخیم	نواب ہدایت علی خان	۲۵	۳۱
-۲۷	فراتی	کنور پریم کشورد	۲۸	۳۳
-۲۸	فغان	اشرت علی خان کوکه	۲۷	۳۲

صفحہ	شمارہ ترتیب	نام	تخلص	شمارہ
۳۱	۲۶	میر شمس الدین	فقر	- ۲۹
۳۳	۲۹	محمد فائم چاندپوری	قائم	- ۳۰
۵۰	۳۳	مرزا محمد حسن قیتل	قتیل	- ۳۱
۳۹	۳۳	عنتشہ خاں	عنتشہ	- ۳۲
۳۵	۳۱	اسندرام	غلص	- ۳۳
۳۲	۳۶	علام سید امین	مصحفی	- ۳۴
۳۵	۳۷	کرم پادیال عوف کنورسین	معنظر	۳۵
۳۹	۳۵	مرزا جان جاں (جا بجنان)	منظر	۳۶
۳۵	۳۰	معین الدین خاں	معین	۳۸
۳۳	۳۳	میر قمر الدین	منت	- ۳۸
۳۵	۳۲	میر محمد تقی	میر	۳۹
۳۸	۳۸	لوایب عمامہ الملک	نظام	۴۰
۳۸	۳۹	حاتم بیگ	وافی	۴۱
۳۹	۳۰	لوزرا ایڈن	واقف	۴۲
۳۹	۳۱	علی قلی خاں داغستانی	والہ	۴۳
۵۰	۳۲	میر حجاد علی	ہادی	۴۴

حکایتِ شریما

(ملحق و ترجمہ)

۱۔ آصف — نظام الملک آصف جاہ وزیر اعظم ہندوستان تھے فضل
کمال سے آراستہ، اشعار بہت اچھے کہتے تھے اور اپنے ہم مشربوں میں فضلا
و بلاغت کے لحاظ سے ممتاز تھے۔ ابتداء میں شاکر تخلص تھا۔ اسکے اس شعر کو
سحر خور شید لرزہ اب سر کوئے تو جی آید
دل آئینہ رانازم کہ بر روئے تو جی آید
خزانہ عامرہ میں خان دوران خان بہادر سے منسوب کیا گیا ہے۔ تحقیق سے
یہ بات معلوم ہوئی کہ امیر الامر (خان دوران) باوجود ہر طرح کی صلاحیت
نے شعر کرنے کی طرف راغب نہ تھے۔ صحیح بات یہی ہے کہ شعر مارکورہ بالا
آصف جاہ ہی کا ہے۔ غایت شہرت کی بنی پر زبان ز دعوام تھا اس
غلطی ہو گئی۔

۲۔ امیر — قزل باش خاں آمید۔ مشورہ میں کہ میرزا یا نہ مزاج رکھتے تھو
اور علم سیاق میں ہمارت پوری تھی اور موسیقی میں یکتا کے روزگار
تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ نعمت خاں سدارنگ سے قلبی لگاؤ تھا اور

اکثر فرماتے تھے کہ اے نعمت خاں جس دن نہار اسماز ہستی ہو ٹھے گا
خدا کی قسم میں بھی اُسی دن اپنے ساز زندگی کے تار کو تور دا لوں گا۔
چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جیسے ہی نعمت خاں کے مرنے کی خبر ان کو ملی، محمد یا
خاں کے باش میں خربوزہ کھا رہے تھے۔ خربوزہ کی قاش منہ میں رکھی کی
رکھی رہ گئی ایک آہ سرد گھینجی اور چل بیسے بسحان افسد کیا آسانی سے روح
نکلی۔ ابتداء میں نظم و نثر کی اصلاح نواب دیوبندی الزماں عزرا محمد طاہر سے
لیتے تھے۔ آخر میں چند غزلیں میر نجات کو بھی دکھلائی تھیں۔ اور جب
ہندوستان آئے تو وزیر الملک نواب نظام الملک بہادر آصف جاہ
کے رفیق تادم حیات رہے۔ اور ایک ہزار روپیہ کی جاگیر رکھتے تھے اور خوش
معاشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ غربیوں اور محتاجوں کو مخفی طور پر بہت کچھ
دیتے تھے۔ ان کا دیوان (فارسی) یادگار ہے۔

[قریل باش خاں امید تخلص ایک شخص ولایتی شاعر فارسی گو تھے۔ ایک
دیوان صفحیم ہے۔ اس زمانہ میں فارسی کہنے والوں کو زبان ریختہ بھی شیریا
معلوم ہوتی تھی۔ یہ بھی فارسی میں کمال رکھنے کے باوجود ریختہ کہنے کی طرف
مائل تھے۔ ریاض الفصحا]

۳۔ آرزو۔ سراج الدین علی خاں اکبر آبادی۔ قدیم بزرگوں کا وطن صوبہ احمد
نخا اور اسی سبب سے ان کا سلسلہ نسب والد کی جانب سے شیخ کمال الدین
ہم شیرہ زادہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلي سے اور والدہ کی جانب سے شیخ
محمد غوث گوالياری سے ملتا ہے۔ نالہ میں ولادت ہوئی۔ علوم متداولہ

حاصل کرنے میں مصروف رہے۔ جوانی ہی سے شعرگوئی کی طرف مائل تھے اور عبداً^{لحمد}
بحن سے اصلاح لیتے تھے اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ اسی وجہ سے بارشا^۹
کی جانب سے ماک الشعرا کے خطاب سے سرفراز تھے۔ ابتدائے ملاقات ہی سے
شیخ (علی حزین) سے ان بن ہو گئی اور ان کے خلاف تنبیہہ الغافلین لکھ ماری۔
یہ ماجرا مشہور ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ سب ہنگامے محض اد پری دل سے تھے
ورنہ شیخ کے حرتبہ کو وہ خود بھی سمجھتے تھے۔ ان کی تصانیف کا ایک انبار یا وگار
ہے۔ بڑے بڑے اُمرا کے ساتھ صحبت رہی۔ جب تک شاہجمان آباد میں رہے
بڑی فراغت سے زندگی بسر کی۔ اپنے قدر و اس اور مددگار ہوتمن الدولہ اسماعیل خا
شیخ ستری اور ان کے بیٹے بجم الدولہ کے انتقال کے بعد بجم الدولہ کے چھوٹے
بھائی سالار جنگ کا ساتھ ہوا اور انہیں کے ہمراہ شاہجمان آباد سے اپنے بزرگوں
کے وطن اصلی اور دھیں آئے اور کچھ دنوں کے بعد سالار جنگ کی توسیط
نواب شجاع الدولہ کی سرکار میں تین سور و پیہ ما یا نہ مشاہرہ پر ملازم ہو گئے۔
جب مرنے کے دن قریب آئے تو لکھنؤ پہنچے اور یہیں دنیات پائی۔ نوگوں کا بیا
ہے کہ ان کے مشتاقوں میں سے کوئی ملنے کو آیا اور کہا کہ ایک مدت سے قدم
بوسی کی آرزو تھی تو فرمایا کہ آج تو ”آرزو“ کے تمام ہونے کا دن ہے۔ الخرض
۱۶۹ میں آپ کا انتقال ہوا۔ عارضی طور پر جسم کو لکھنؤ ہی میں سپرد ڈاک
کر دیا گیا۔ اس کے بعد لاش شاہجمان آباد لا کر دفن کی گئی۔

[سراج الدین علی خان آرزو تخلص۔ شعر اے ایہا مگو کے زمانہ ابتدائی
میں با وجود اپنے فضل و کمال اور فارسی دانی اور فارسی گوئی اور استادی کے

ریختہ گوئی کا طرف بھی رجحت تھی اور ریختہ کرنے والوں کے کلام کو پسند کرتے تھے
پونکہ وہ ایسا لام کوئی کا دور تھا اس لئے ان کے اشعار میں بھی بھی رنگ ہے
و شعر ملے محض ندرت کے خیال سے لکھے گئے۔ (۱) رکھے سیپارہ دل دال
۲) میخانہ بیچ (الخ) - ریاض الفصعا]

۳) آزادہ - میر غلام علی تخلص آزاد حسینی، واسطی، بلگرامی قصہ بلگرام
کے محلہ پیدا نپورہ میں ولادت ہوئی فضل و لکمال کے آدمی ہوئے ہیں۔ ان کا
سلسلہ الحب موتم الاشبال بن زید شمید بن امام زین العابدین پر نسبتی ہوتا
ہے۔ موتم الاشبال کے معنی ہیں بچہ شیر کو پیغام کرنے والے چونکہ شیر کے شکا
کی طرف زیادہ را خب نہیں اس لئے یہ لقب پڑگیا۔

خرزانہ عامرہ میں اپنی تحصیل عام سے متعلق خود لکھا ہے کہ پانچ اساتذوں سے
کسب علم کیا۔ پہلے طفیل محمد جنہوں نے درسی کتا ہیں پڑھائیں۔ دوسرا یہ
میر عبد الجلیل جنہوں نے لغت، حدیث، سیرت نبوی اور فتوح آداب سکھا
پہرے میر سید محمد جن سے عروض و قوافی اور بعض فتوح ادب سیکھے۔ چوتھے
شیخ محمد حیات جن سے مدینہ منورہ میں صحیح بخاری کا دریں لیا اور صحیح رسالت
کی اجازت لی اور ان کے سارے علوم سے آکا ہی حاصل کی۔ پانچویں شیخ
عبد الہادی طنطاوی جن سے مکہ مظہرہ میں علم حدیث کے بہت بے نکتے
حاصل کئے۔ پھر سید لطف اللہ بلگرامی سے ہیئت ہوئے۔ سیاح اور جہا
دیدہ تھے۔ ایک مدت تک اپنے وطن سے باہر رہے اور اورنگ آباد میں
قیام پر ہر تھے۔ وہاں کے امرا ان کو خدار سیدہ بزرگوں میں سمجھتے تھے۔

ان کی تایفات میں دیوان عربی و فارسی اور تین تذکرے ۔ یہ بھی تاں سرو آزاد اور خزانہ عاصمہ ہیں ۔ سب فنون کے مقابلہ میں ان کو عربی پر فوقيت حاصل ہے اور ان کی تصانیف تین تک میں مقبول ہیں ۔

۴۔ **انعام** ۔ نواب خودہ الملک امیرخاں تخلص انعام ۔ بادشاہ کے مقرب میرمیراں امیرخاں نبردی کے بیٹے تھے جو محمد حضرت خلدر مکانی میں ناظم صوبہ کابل تھے ۔ یہ خود ایک جوان حسین و حمیل، حرزائی اور رعنائی میں تامہ سنہ و سستان میں مشہور ۔ اور لفظ وطن اُن ان کے سامعین کے لئے باعثِ دلکشی و دلچسپی ہے۔ شیخ علی حزین تاہجمان آباد تشریف لائے تو سب سے پہلے جس نے اپنی طرف سے بیز بادشاہ کی طرف سے ان کی پذیرائی کی تھی انعام ہی تھے ۔ والہ داعم تانی مولف ریاض الشعرا تکھتے ہیں کہ ہم خودہ الملک کی صحبت میں دفاتر سخن سے متعلق استفادہ کیا ۔ الغرض بڑی خوبیوں اور کمالوں کے انسان تھے باوصفت اس کے کہ ہر طرح کے کمال سے بہرہ ور تھے اور ہر فن میں دستگاہ رکھتے تھے ۔ کبھی کبھی سخن آفریضی کی طرف بھی مائل ہوتے تھے اور حرف شاعری ہی نہیں بلکہ لغز اور معما میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے ۔

۵۔ **بیدار** ۔ میر محمدی ۔ بیدار مشہور شعراء ریاستہ میں ہیں ۔ کبھی کبھی فارسی میں بھی لکھتے ہیں ۔

[] بیدار ۔ میر محمد علی نام ۔ میر محمدی بیدار مشہور ۔ خاگرد مرتفع قلی پیگ فراق تخلص شاعر فارسی گو ۔ محمد شاہی دوڑ کے جوان ۔ بیاس درویشی سے آرائستہ بگروی زنگ کا پنڈیٹا ۔ سر پر باندھتے ہیں اور بیاس دنیا داروں کی طرح ہے ۔ عرب سرا میں سکونت ہے ۔ ان کے ریختہ کا دیوان مشہور ہے ۔ زبان بہت شستہ اور پاکیزہ

ہے۔ کبھی کبھی فارسی میں بھی شعر کہتے ہیں۔ چنانچہ اپنے فارسی اشعار بھی چند غزلیں، رباعیاں، دو تین قصیدے، نعت و منقبت کے دیوان ریختہ کے سرورق کے پشت پر لکھ کر داخل کر دے ہیں۔ چونکہ جناب مولوی فخر الدین صاحب سے بڑا اعتماد تھا جب عرب سرائے سے مدرسہ غازی الدین خاں ان کی زیارت کو جانتے تو کبھی کبھی مجھے فقیر سے بھی ملاقات ہو جاتی اور باہم شعر کی صحبت رہتی۔ اب سنتے ہیں کہ کچھ دنوں سے اکبر آباد میں مقیم ہیں۔ ان کا دیوان ریختہ میری نظر سے گذر اب ہے۔ [تذکرہ ہندی]

۷۔ پیام۔ میر شرف الدین علی نام ہے۔ فارسی اور ہندی دونوں میں شعر کہتے اور خان آرزو سے اصلاح یافتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان سے منحث ہو کر مرزا جلال اسپر کے طرز کو پسند کرتے تھے اور ان سے بڑی عقیدت تھی۔

[شرف الدین علی خاں پیام تخلص۔ ان کا فارسی اور اردو دیوان فقیر کی نظر سے گذر ا۔ ریختہ میں بھی خوب کہتے ہیں۔ (ریاض الفضائع)

۸۔ پروانہ۔ رائے جسونت سنگھ نام۔ ان کے والد راجہ بیٹی بہادر وزیر الملاک نواب شجاع الدولہ کی سرکار میں نائب مختار تھے اور فی الحال رزیر اعظم آصف الدولہ بہادر کے دور وزارت میں گوشہ تھا فی میں پڑے رہتے ہیں۔ رائے مذکور نے مسندی میں اکثر فارسی کتب کی تحسیل کر لی اور شعرا کے دو اونیں اور تذکرے جمع کیے۔ اور شعر گوئی میں بڑی قدرت پیدا کر لی اور ہم عمر میں پہلے باری دیکھی اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر فنون مثلاً طب، رمل، سیر، کتب تواریخ وغیرہ پر بھی کچھ وقت صرف کرتے۔ خط شکستہ شفیعہ کے ساتھ بھی خوب لکھتے۔

سخن کی اصلاح رائے سرپ سکھ دیوانہ سے لیتے تھے۔ کچھ دنوں سے رنجنے کو فی کا بھی خیال ہوا مگر کسی کو اپنا استاد نہیں بنایا۔ فارسی کے زدہ پر رنجنے کو اچھی طرح بنا ہوتے، بلکہ قصیدہ بھی لکھ لیتے اور یہی وجہ ہے کہ شاعر کے رنجنے کو سے بڑی گرم جوشی سے ملتے۔ ان کا دباؤ ان فارسی دو ہزار اشعار کا نظر سے گذرا۔ زبان عاشقانہ اور صاف ستر ہے۔

[پروانہ تخلص راجہ حبوب نت سنگھ عرف کا کاجی۔ والدان کے راجہ بیوی بھادر رکن کیس نواب شجاع الدولہ مرحوم تھے۔ یہ خود خلیق اور صاحب شعر ہیں۔ پہلے فارسی میں اشعار کہتے تھے اور رائے سرپ سکھ دیوانہ کو دکھلانے تھے۔ چنانچہ ان کے فارسی اشعار مرزا قبیل کی وساطت سے میرے پاس شاہجمان آباد پہنچتے تھے اور اسی زمانہ میں تذکرہ اول (عقدر ثریا) میں داخل کروئے گئے۔ جب یہ مؤلف شاہجمان آباد سے لکھنؤ وارڈ ہوا تو چونکہ غالباً زمانہ ہمیشہ ملقات کی خواہش تھی، میرے آئندہ کی خبر میں کر بڑی گرم جوشی اور تپاک سے ملتے اور اسی زمانہ سے فارسی کو جھوٹا کر رنجنے کی طرف مائل ہوئے اور دن رات رنجنے کوئی میں مصروف رہے۔ آج تک کہ اس کو باہر سال ہو گئے ان کی مشق شاخی بڑی رسما اور رنجنے ہو گئی ہے۔ قلعہ اور غزل میں سو داسکے طرز کو بہتر سمجھتے ہیں اور اکثر تازہ مضمایں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے لکھنؤ آئندہ سے پہلے جب کہ ان کی شاعری کے شوق کا آغاز تھا تو میر قی میر حسن اور میاں بقا کا شد وغیرہ سے اعتماد رکھتے تھے۔ لیکن اب تہیں سے میری طرف رجوع ہیں اور اپنے اشعار کی اصلاح میرے مشورہ پر موقوف

رکھتے ہیں۔ یہ بھی ان کی بڑی خوبی ہے ورنہ ان کی شاعری کسی صاحب طبیعت سے حرتبہ میں کم نہیں ہے۔ (تذکرہ ہندی)

۶۔ بیدل۔ - حرز اعبد القادر بیدل تخلص۔ گرچہ آپ جیسے بزرگ کا ذکر اس تذکرہ میں داخل کرنا واجب نہ تھا، لیکن چونکہ اس تذکرہ کی بنیاد عہد فردوس آرامگاہ (محمد شاہ) کے زندہ شعرا پر ہے اور بزرگ مذکور جلوس والا کے اوائل عہد تک تقید حیات تھے۔ تہذیب اس کی ضرورت ہوئی کہ اگر آپ کے بھی کچھ حالات اور اشعار اس تذکرہ میں قلمبندی ہو جائیں تو خوب ہو۔ جاننا چاہئے مرزا مرحوم کی اصل قوم ارلاس تھے ہے۔ اور آپ کی ولادت عظیم آباد یہی ہوئی۔ اس کے بعد ہندوستان کے مختلف شرداری میں نشوونما پائی۔ تظمیم و نثر اور زبان تزاشی پر خود رکھتے تھے اور اپنا مقابل کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں آپ کی شرت ہوئی۔ الغرض پیلوان سخن تھے۔ آپ کی نفسمانیہ کا وزن بقول مرزا محمد رضا سات سیر تھا۔ جوانی میں شاہزادہ حمزہ اعظم خلف خلد مکان (عالمگیر) کی سرکار میں نظر کر تھے۔ مگر شاہزادہ کی تو صیف میں قصیرہ نہ کہنے کی بنا پر شکر رنجی ہوئی اور انہوں نے مذاہرات نزک کر دی اور شاہ بھیان آباد جا کر گوشہ تنهائی میں بیٹھ گئے۔ اور بقیہ عمر قماحت میں گزار دی۔ کیونکہ عہد خلد مکان سے فردوس آرامگاہ کے جلوس تک خدا ہر چھوٹے بڑے کارروزی رسماں ہے۔ یہاں تک کہ وہیں سپرد خاک ہوئے۔ ان کی وفات کا سال ایک ہزار ایک سو سینتالیس (ستہ اللہ) ہے۔ ان کا مقبرہ ان کے صحن خانہ میں جواب بالکل دربان پڑتا ہے دفات بیدل ستہ اللہ "ع"

واقع ہے۔

۱۔ سخھا۔ شاہ پچھا۔ باپ کا نام شو بھارا م طبیب قوم کا یستجو جلقہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد چونکہ حضرت خوت انٹم سے ولی عقیدت سخھی رہنے والے غلام محبی الدین نام رکھا۔ واغیں شوریدگی سخھی اور مزاج میں آزادی۔ رنجتہ اور فارسی دلوں میں نکرسخن کرتے تھے۔

۲۔ جہاندار۔ مرشدزادہ جہاندار شاہ تخلص جہاندار۔ ہر قسم کے فنون میں دیگانہ زمانہ اور وجہ دردزگار ہیں۔ اور طبیعت کی موزوفی کی وجہ سے رنجتہ اور فارسی دلوں میں جیسا کہ چاہئے فاکسخن کرتے ہیں۔

[جہاندار تخلص۔ شاہزادہ ولی محمد خورشید رکاب صاحب عالم خطاب علویہ ہمت اور بلند منزلت کے باعث اپنا مرتبہ بلندی افلاک تک پہنچایا اور دست فیاض سے ابر نیساں کو صحی شرمند کر دیا۔ باوجود مزاج استغنا کے بخواصہ بادشاہی ہے، کسب علم و ہنسیریں مصروف رہے اور بہت سے کمالات اپنی ذات میں جمع کرتے۔ موزوفی اطبع کے باعث کمبوی کمبوی رنجتہ اور فارسی میں شعر بھی کہہ لیتے ہیں — تذکرہ ہندی]

۳۔ حشمت۔ محلت شم عالی خاں حشمت دل دمیر باقی۔ ان کی اصل سعادت خود سنت سے ہے اور جائے پیرا کش دہلی۔ باطنی فضائل پر طاہری وجاء زیادہ سخھی۔ ذہن رسما اور طبیعت نکلنے سخج پائی سخھی۔

[محلت شم عالی خاں حشمت پیر میر باقی ان کی اصل شاہجہان آباد ہے۔ لہ ملبوء نسخہ میں باقر غلط ہے۔ — ع

فارسی اشعار بڑی رہافت سے کہتے تھے اور کبھی کبھی ریختہ میں بھی فکر کر لیتے تھو۔ [میر محمد شمس علی خاں حشمت تخلص۔ ان کا ذکر نہ کرہ اول میں لکھا جا پکا ہے۔]

ریاض الفصحا

۱۲- حاتم شیخ طہور الدین عرف شاہ حاتم۔ والد کا نام شیخ فتح الدین خودان کے قول کے مطابق لفظ ”ٹھور“ سے ان کا سال ولادت فاہر ہوتا ہے۔ شاہ جہاں آباد وطن ہے عہر نزاسی سال کی ہے پھونی میں سپاہی پیشہ تھے اور ریختہ میں شعر کہتے اور اس زمانہ میں کچھ دنوں تک رہتے تخلص کرتے تھے۔ چونکہ یہ اجر طرا دیار اُس دور میں قدر دا توں سے بھرا بڑا نقا، امیرزادے اور رو ساحد سے زیاد ان کی تو اضع اور تعظیم کرنے تھے اور سندر پر اپنے برابران کو بھاتے تھے۔ یہ مرد بزرگ جہاں دیدہ اور زمانہ کے گرم سرد پیشیدہ ہیں۔ ان کی زندگی بڑے غیش و عشرت سے گذرتی اور برسوں بڑے ناز و لغم سے رہے۔ اب جب کوئی نہ لاما مصلحت اندر لشی سے زمانہ کی مخالف ہوا کو دیکھتے ہوئے گوشہ نشینی اور توکل کی زندگی اختیار کر لی داس علاقے کے قدیم ریختے گویوں کی یادگار ہیں۔ ان کا نام نامی کثرت شہرت کے باعث پر جھپوٹے بڑے کی زبان پر ہے۔ شعر میں پہلے ان کا طرز مضمون، ناجی اور آبر وغیرہ جیسے ایسا مگو کا ساتھا۔ اب دوسرا بند دھبہ حاضر کے نئے ریختہ گویوں کا اختیار کیا۔ نزدیک دو در کے بعنی لوگ شاہ بند کو ان کی درازی عمر کے باعث مرحوم و مغفور سمجھو کر حاتم شاہی قرار دیتے ہیں۔ لہذا اس دور اخیر میں حال کے ریختہ گویوں کی زبان اور طرز میں ایک دیوان مرتب کیا اور اس کا نام ”ذیوان زادہ“ رکھا ہے تاکہ کلام سابق

اور حال میں اشتباہ نہ رہے۔ فارسی کا بھی چار جزو کا ایک مختصر دیوانِ متأخرین کے طرز پر مرتب کیا ہے۔ ماہ رمضان ۱۹۷ھ وفات پائی۔ فقیر نے ان کی رحلت کی تاریخ کہی "آہ صد حیدن شاہ حاتم صرد" (۱۹۷ھ)

[بیشح طهور الدین حاتم کشتاہ حاتم مشور ہیں۔ ان کا ولادشاہ جماں آباد ان کی تاریخ پیدائش ایک قول کے مقابلے لفظ "طهور" سے خلا ہر ہوتی ہے۔ ہمیشہ فارغ الیافی سے گذری بسپاہی پیشہ اور اگئے دور کے ہندوستانی نژادیں سے تھے ایک روز مجھ سے نقل ہیان کرنے کے لئے جلوس فردوں آرام گاہ (عہد شاہ) کے سال دوم میں دلی کا دیوانِ شاہ جماں آباد پہنچا اور چھوٹے بڑے سب کی زبان پر اس کے اشعار پڑھ گئے۔ دو نین آدمی بیجی نابھی، مضمون اور آہ سننے کرنے والے میں ایمام کی بنیاد رکھی تھی اور ہم لوگ نئے نئے مفاسد میں اور معافی کی تلاش میں مصروف رہتے۔ غرض کہ حاتم شعراء متفقد ہیں میں سے ہیں جس زمانے میں فقیر نے شاہ جماں آباد میں مشاعرہ کی بنیاد رکھی تو اکثر بعد مغرب مشاعرہ میں تشریف لاتے اور محفلیں میں بیٹھ کر زمانہ سابق کے متعلق تعریفی جملے کرتے۔ اس زمانہ میں حکیم رنجمنہ گوئی بہت پاکیزہ اور عمدہ دور میں پہنچ چکی ہے، شاہ صاحب مذکور سمجھی نئے طرز سے کہنے والوں کا مرتبہ سخن سمجھتے ہوئے اپنے دیوانِ قدیم کو بر طرف کر کے زبان رنجمنہ گویاں حال کے طرز پر دیوانِ جدید مرتب کیا اور "دیوان زادہ" نام رکھا اور جن لوگوں کو اون کی درازی عمر کے باعث ان پر حاتم نابی ہونے کا دھوکا تھا ان کا اشتباہ درکر دیا۔ اور ہر غزل کے مرے پر اس غزل کی بحر کا نام سمجھی لکھ دیا اور بہ ان کی ایجاد ہے۔ پونکہ درازی عمر اور قدامت میں

سخن سب شعراء نے بیادہ ہے۔ حال کے وضیع اور شریف شعراء کو استاد مسلم الثبوت جانتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے خود ان شعراء کے نام بخوان سے اول سے آخر زمانہ تک اصلاح سخن یعنی رہبے دو تین درج پر طور فہرست دیوان کے اوچ کے پیشہ پر لکھ کر چسپاں کر دیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ حاتم کے انسنے شاگردان تھے۔ اذران میں مرزا رفیع سودا کا بھی نام ڈنکا ہوا ہے جو سب کے نزدیک بالاتفاق اس دیوار کے شعراء کے ریختہ گویاں کے سرخیل ہیں۔ اور یہ بات غلط نہیں ہے۔ اسی سے حاتم کی استادی کا اندازہ کرنا چاہئے اور میر محمد تقی میر جو شاعر سحرکار ہیں، اکثر حاتم کو مشاعر میں نظرافت کے طور پر ”دعا الشعرا“ کہتے تھے۔ جو نکہ دو چار جزو فارسی اشعار بھی طرز صاعت میں ہے ہی لہذا اس سے پہلے تذکرہ فارسی (عقدہ ثریا) میں ان کے احوال مع تاریخ رحلت لکھ دیا ہوں۔ ان کی عمر سو سال کے قریب پنجی ہو گی۔ تین سال ہوئے کہ شاہ جہاں آباد میں فوت ہوئے۔ خدا بخششے — ”تذکرہ ہندی“]

۳۱۔ دیوانہ — رائے سرپ سکھ دیوانہ قوم کھتری۔ راجہ رام نڑائی دیوان اعلیٰ نواب شجاع الدولہ کے قریبی رشتہ داروں میں تھے۔ بزرگوں کا اصلی وطن پنجاب تھا۔ ان کے والد کی نشوونما لہور میں اور خود ان کی شاہ جہاں آباد میں ہوئی۔ پھر نکہ ابتداء کے عہد ہی سے طبیعت موزوں تھی اس لئے نہ بادہ تر دیختے ہی شعر کہتے تھے اور دہلوی کے صاحب کما لوں مثلاً خواجہ بیسر درود یغیرہ سے ملاقات رکھتے تھے۔ زمانہ کے انقلاب کے باعث

جب وہی سے لکھنو پہنچے تو پونک اس زمانے میں یہاں کسی رنجتہ گو کو استاد نہ پایا۔ تو فارسی کہنے کا خیال دل میں سایا اور اس زمانہ میں جو کچھ کہتے شیخ حبیر رضا متنین کو بغرضِ اصلاح دکھلاتے یہاں تک کہ مرزا فاخر مکین اسی زمانہ میں وہی سے لکھنو پہنچے اور مشاعرہ میں اپنی غزلِ عاشقانہ کی بدولت لوگوں میں مشهور ہو کے تو دیوانہ کا دل بھی ان کی طرف راغب ہوا اور ان کو اپنا استاد بنایا۔ اور ہمیشہ اپنے کلام پر ان سے اصلاحیں لیں۔ آج کل کچھ ہر حصہ سے آپس میں ان بن ہو گئی ہے۔ اب وہ بجا کئے خود استادی کے دعویٰ کا اور میں۔ ان کی زبان شمشیر اور روزاں ہے۔ بباس اور شہر گوئی میں اہل برا کا شیع کرتے ہیں اور میدان شعر گوئی میں سرپٹ گھورا دوڑاتے ہیں۔ رفیع نے ان کو پڑ گو بنادیا ہے۔ تین دیوان حرف تب کر پکھے ہیں۔ ایک کا نام عخشش قیمه دوسرے کا درود یہ اور نیمرے کا ذوق قیمه رکھا ہے۔ اس شہر میں اکثر رنجتہ گو یوں کا سلسلہ ان سے ملتا ہے۔ اگرچہ فی الحال خود رنجتہ نہیں کہتے۔ ان کا دیوان درود یہ فیر کی لفڑ سے گذر اپے۔

۱۷— درود — خواجہ بہردار و حلفت شاہ ناصر جن کا سلسلہ نقشبندیہ ہے اور اسی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقابلہ میں محمدیہ ایجاد کیا ہے جو ان میں سپاہی پیشہ تھے۔ اس کے بعد حب بوریا کے درویشی پر بیٹھے توراہ سلوک اور فقر و فنا اور توحید و فضوحت اختیار کی اور ماسوں سے قطع لفڑ کر لیا۔ ایمام گوپوں کے بعد رنجتہ کی زبان میں بڑی فصاحت سے داد سخن دی۔ چنانچہ ایک منحصر دیوان ان سے یادگار ہے۔ اور فتحا کے زمانے کے

پسند خاطر ہے۔ چونکہ صاحب فعل و کمال تھے اس لئے دوسرے ریختہ گویوں کے علی الرغم فارسی کے راہ پر خار میں بھی قدم پڑھا یا۔ آپ کی تصانیف میں علم الکتاب، واردات اور تالہ دست شاہ ناصر کے نام عندریب کے جواب میں اور ایک دبجو ان محترف فارسی معہ رہ باعیات ہیں۔ ان کے اکثر شاگردان اور مریدوں معتقد ان ان کی ذمۃ با برکات سے فیض یا بہوئے اور ان کی صحبت کو غنیمت جلتھے تھے۔ یہ تغیر بھی کبھی کبھی بے غرض ان کی عجت سے فیض یا بہو اہے۔ غرض کہ اس پیری میں بھی وہ باغ و بمار تھے اور ان کی بستی بزرگان زمانہ کی یادگار رکھی۔ چند سال ہوئے کہ اپنی جگہ پر اپنے چھوٹے بھائی محمد میراث کو چھوڑ کر حق سے جا ملے۔

[خواجہ میر درد تخلص خلف شاہ محمد ناصر مصنف کتاب نام عندریب۔

یہ عہد فروس آرام گاہ میں سپاہی پیشہ تھے۔ آخر ترک ملازمت کر کے در دشی کے سجادہ پر بیٹھے اور علم و فعل میں ریگانہ روزگار تھے۔ باوجود یہ الگاب زمانہ سے نہ چانے کرنے اپنے وطن کو خیر باد کرہ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے، مگر انہوں نے ساری عمر شاہ بھاں آباد سے قدم باہر نہ نکالا۔ چونکہ علم موسيقی میں بھی پوری صہارت رکھتے تھے، اس فن کے اکثر استاد بیعت کے وسیلہ سے ان کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ اگرچہ آپ کا سلسلہ نقشبندیہ ہے، لیکن اپنی تفہیف واردات درد میں اپنے مریدوں کی ہدایت کے لئے غنا کی حرمت جیسا کہ ہے بیان کی ہے۔ اور باوجود یہ کبھی کبھی اس امر کے مرتكب ہوتے تھے تو کنہ اپنے ذمہ لے لینے اور خدا سے

طلب بخشش کی کرتے جب تک زندہ رہے ہے ہر چینے کی دوسری تاریخ کو اپنے
والد کے مزار پر مجلس سماں ترتیب دیتے۔ اسی روندہ شہر کے جھوپر لے
بڑے مجلس میں شرکاں ہوتے۔ اچھے اچھے گوئے اور میں نوازبے پستے
میں اپنی موسیقی کا جو سر دکھلاتے۔ تین پروں کے بعد مجلس برخاست
ہو جاتی۔ غوغائیہ بہتیرے فنوں غریبیہ میں کمال رکھتے رکھتے اور فقرہ توکل
و استغنا میں تو ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ آپ کی بیٹے پروانی کا ایک دادی
و اقہر یہ ہے کہ ایک روز خود باوشاہ سلامت زیارت کے لئے آئے تھوڑی
ویر پیجھنے کے بعد درد کا عذر کر کے مجلس میں ذرا پاؤں دراز کرو یا حضر
یہ دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے اور مجلس کے آئین کے خلاف یہ حرکت دیکھ کر
باوشاہ کی طرف اپنا پاؤں بڑھا دیا۔ ان کی تصنیف "علم الكتاب" ان سے
یاد گاہ رہے اور رنجتہ کے اشعار توحید سے زیادہ مقبول و مشہور ہیں۔ گرچہ
فارسی کے اشعار بھی کئے ہیں۔ یہ فقیر جب تک شاہ جہاں آباد میں رہا گا ہے
ماہہ بے غوغائیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک سال ہوا کہ داعی اجل
کو بنیک کہا۔ — تذکرہ ہندی]

۱۔ در دمند — محمد فقیہہ در دمند۔ شعر اور وضعن میں شاہزادہ اور منقبع
مرزا منظر جان جاناں کے رکھتے۔ رنجتہ اور فارسی دلوں نہ بانوں میں فکر سخن
کرتے رکھتے۔ رنجتہ میں ان کا ساتی نامہ مشہور ہے۔

[محمد فقیہہ در دمند تخلص۔ شاگرد مرزا منظر جان جاناں۔ فارسی
اور ہندی دنوں میں رکھتے رکھتے — ریاض الفصیح]

۱۷۔ راغب۔ مرزا سجھان قلی بیگ را خوب تخلص۔ جوان قابل اور
وائے تھے۔ ابتدا میں رنجیتہ زیادہ سکتے تھے۔ آخر آخر اپنے استاد یعنی مرزا محمد با
میر کے کھنپ پر رنجیتہ گوئی ترک کر کے فارسی میں فکر کر فرگئے۔

۱۸۔ سما می۔ مرزا بجان بیگ سما می ولد عز اسعید۔ قوم قبچاق خشتی۔
بزرگوں کا زمان کو لاب ہے۔ یونہود کشیر میں پیدا ہوئے۔ پانچ چھ سال ہو
کہ پندرہ سو تان آئے زور نواب ابوالقاسم خاون مرعوم کی رفاقت میں معزز
رہے۔ جب نواب موصوف خان بیک چنگ میں شہید ہوئے تو مرزا نے
اس خبر سمازکاہ کو سُن کر چاہا کہ اپنے وطن والپس جائیں لیکن نواب کے اہل خانہ
نے ان کو کشیر ہلانے سے روک لیا۔ فتح عالم اور غزال اور شاہنامہ تعظیم
کرنے میں بطور خود استاد تھے اور تاریخ گوئی میں بے نظیر۔ اس فقیر کو
جب تک دہلی میں رہا اکثر ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مذہبی سنی تھے۔ اور
آخر عمر میں خانہ ان خونہ بھی میرورد میں سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ اور
ان کی مددجی میں ایک ترجیع بندہ بڑی خوبی سے لکھا۔ چند سال ہوئے کہ انتقال
فرما گئے۔ ان کا مدفن ترکمان دروازہ کے باہر مقبرہ خواجہ میرورد میں ہے۔

۱۹۔ سودا۔ مرزا محمد رفیع سوآ۔ شوق رنجیتہ گوئی کی ابتدا میں سیماں قلی
خان وداد کے شاگرد ہوئے اور شاہ حانم کی طرف بھی رجوع ہوئے۔ اسی
لئے شاہ موصوف نے فخر پا اپنے شاگردوں کی فرست میں جوانوں نے اپنے
دیوان کے لوح کی پشت پر دگار کی تھی سودا کا نام بھی داخل کرویا۔
اگرچہ علم کی کی تھی پھر بھی ذکاوت اور طبیعت کی روافی ان کے کلام سلطہ ہے۔

رجھتہ گوئی میں بکتا فی کے دعویدار ہیں اور سپہیشہ امر اکی صحبت میں رہے۔ خوبی میں اور قصیدے سے غریب کے بعض قصیدوں کے خواب میں لکھے اس کے علاوہ بخوبی کاری میں بھی قدرت رکھتے تھے۔ بخوبی سب لوگ بالاتفاق ان کی شہرت کی زیادتی اور کلام بگی خوبی کے باعث استاد مسلم الثبوت جانتے ہیں۔ اور حقیقت پڑھے ان کا نام خواہم کے ورد زہ بان ہے اور ان کی غربیات اطراف دہجہ انبی میں ہر جا ہل اور ان پڑھ کی زبان پر جا رہی۔ اتنی شہرت جوان کو رنجتہ گوئی میں ہوئی اس کے باعث جو فارسی زبان میں بھی شعر لکھنے کا خیال سر میں سما یا۔ اگرچہ یہ ان کے لئے مناسب نہ تھا۔ غالباً غربیوں جوانوں نے لکھنے میں کمیں ان کو بھی داخل دیوان رنجتہ پر قید رہ لیت شامل کر دیں اور یہ ان کی اپیچ ہے۔

【سخندا فی کے جنگل کے شیرا و پلوانی کے میدان کے حرد مرزا محمد رفع سودا والد کا نام محمد شفیع کا بلی۔ اپنے عہد میں شعراء کے رنجتہ کے سردار گزرے ہیں۔ اور بعض لوگ تو ان کو طاک الشعرا سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ ان کے کلام میں صریح غلطیوں اور تواری کے باعث ان کو جاہل اور مفہوموں کا چور سمجھتے ہیں۔ الغرض جو بھی ہو روانی طبع میں اپنے ذمہ نہیں رکھتے۔ آبدار غربیوں سمجھ کر قصیدہ اور جو ہیں اور شنویاں منتظر ہیں۔ ان کا دیوان بغیر محاکم اور صفاتیان تک پہنچا۔ دوسروں کو یہ شہرت خواب ہیں بھی۔ قصیدے بغیر۔ اگر غربیوں کی مثالی شاعر ہیں ان کو عہد وقت کہیں تو بجا ہے۔ اور قصیدوں کی معنی آخر سینا میں غاقافی کہیں تو روا ہے۔ رنجتہ میں قصیدہ نکاری کی ابتدا ان سے ہوئی۔ اب جو لوگ کہیں کے وہ ان ہی کے مقتمع

اور پیر و گھلا بیس گے۔ ایک روز نواب شجاع الدولہ بہادر کے عہد میں ان کو دیکھنے کو گیا۔ اب رشیم جیسے نرم بالوں والے کھتوں کی پروشن کا بڑا اشتو قی تھا اور موسیقی سے واقعیت کی بنی پر مرثیہ اور سلام کو سوز کی لئے بیڑا پڑھنے پر قادر تھے۔ غرض کی بڑے کھلات کے آدمی تھے۔ جہاں جاتے پاکھوں ہاتھ کے بجائے اور نواب مرحوم بھی اپنی سرکار میں ان کے وجود کو بہت شُنیخت سمجھتے تھے۔ وفات لکھنؤ میں ہوئی اور آقا باقر کے نام پاڑھیں ان کا مرقد ہے۔ ایک روز محرم کے عینینہ میں میرا دہان جانا ہوا تو ایک عزیز نے ان کی قبر کی زیارت کرانی۔ عزادار پر میر فخر الدین ماہر کی ہوئی تائیخ وفات کندہ دیکھی۔

خالد کو حبہ حضرت سودا گئے پھر میر تائیخ کے ماہر ہوا
لوئے منصف دور کر پائے عناد بد شاعر ان ہند کا سرور گیا
۱۱۹۹ = تقویۃ الحد

چونکہ اس تائیخ کا تعمیہ تائیخ نویسیوں کے اصول کے خلاف ہے، ذیقر کے دل میں بیخیال گزرا کہ ایسے شخص کی وفات کی تائیخ کے لئے کسی اچھے تائیخ گو کی ضرورت تھی۔ آخر اسی روز خدا کی مہربانی سے تائیخ وفات مرحوم بنے کم و کاست میرے قلم سے نکل آئی اور ایسی تائیخ فصیح پر جو کاملین فن کو بھی بدققت دستیاب ہوتی ہے میں نے اپنی فکر سا کو ہزار آفرین کی۔
تائیخ جلتیں بدہ آور و مصحفی پسودا کجا و آں سخن و لفربیب او
۱۱۹۵ نذکرہ ہندی]

[محمد میر سوز تخلص اپنے طرز کے استاد ہیں اور شعر پڑھنے کا انداز بھی دوسروں سے نرالا۔ پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر محمد تقی کی بھی شہرت میر تخلص سے ہوئی تو اس کو چھوڑ کر سوز اختیار کیا۔ شاعری اور زیارتی کے علاوہ ان میں اور کمالات بھی بہت سے ہیں۔ چنانچہ تیرانداری اور گھوٹے کی سواری، تعلیق اور شفیعی کی خطا طی نازک بندی اور نزاکت فتحی شعر، باوشاہ اور صلائیں کی صحبت کے آداب، طرانت، خندہ، مدحی، غربت، پسندی، تخيیل معاش اور گفتگو میں سلامت، مودی وغیرہ۔ ان سب خوبیوں کے باوجود مزاج میں استغنا بھی بخوبی شعر ہے پورا انہم ہے۔ کہیں بھی اس قدر سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ بڑی ہر بانی سے پیش آتی ہے ہی۔ اور معاشرہ اور غائبانہ بھی مجھے حیرے سے بہت خوش رہتے ہیں اور بے تکلف دوستانہ تعریف سے دل بڑھاتے ہیں۔ عمر شترسلی سے زیادہ ہی ہو گی۔ خدا کے تعانی اس شفقت بزرگانہ کے ساتھ ان کو تاویہ سلامت رکھے۔ تذکرہ بخرا

۳۔ بُشْرَه۔ ابراہیم بیگ نام۔ مولہ لکھنؤ۔ ان کے دال دعا بندی نہیں فخر نغمہ ملک کے باشندہ تھے اور احرار کے روشنگار میں تھے۔ شری موز دینی طبع کے باعث کبھی کبھی فکر سخن کر لیتے تھے ان کی زبان شمشیر اور روایت ہے۔ دیسے شاعری کا دعویٰ نہیں کرتے۔ سپاہی آدمی ہیں۔ بنڈہ نہان کو لکھنؤ میں دیکھا تھا۔

[عزیز ابراہیم شمر تخلص۔ ان کے احوالی تذکرہ فاسی (معتمد ثبویا)

بھی بسراج و بسطامے سماں ہے جا چے ہیں۔ جھی بھی ریختہ بونی کی طرف بھی
ماں مل ہوئے تھے۔

۲۳۔ شاعر۔ میر سید محمد شاعر تخلص خلف میر عبید الجليل بلکر امی علم و فیض
میں اپنے والد ما جدر کے دوش بدوش تھے۔ فقر و سلوک اور آداب و
فضیلت میں سراپا مغز و ہوش۔ دیوان اور مثنوی وغیرہ جیسا کہ شاعر کو
چاہئے سب رکھتے ہیں۔

۲۴۔ صہیم صمام - صہیم صمام بالدولہ عرف خان ووراں بہادر۔ اصلی نام خواجہ
عاصم تھا۔ ولن اکبر آباد۔ صاحب خزانہ عامرہ لکھتے ہیں کہ فرخ سیر کے عہد
میں جس وقت کہ امیر الامر اسید حسین علی خاں بہادر کو بادشاہ کے حضور
سے دکن جانے کی اجازت ملی تو ان کی نیابت صہیم صمام الدولہ ہی کو سپردی کی۔
سید حسین علی خاں کی شہادت کے بعد فردوس آرامگاہ کے عہد میں امیر الامر
کے عہدہ پر برقرار رہے۔ غرض کہ بڑی جامع شخصیت تھی اور ہم حشیمیوں کے
لئے باعث رشک و حسر۔ بادشاہ کے حکم سے رائے اللہ طہ میں نادر شاہ
کے مقابلہ کے لئے نبرداز ہوئے۔ بڑی شجاعت اور بہادری سے لڑے
اور آخر شہید ہو گئے۔ علما، فضلاء اور شعراء کے ساتھ بڑی مراعات سے پیش
آتے تھے۔ صاحب طبع، ممتاز از ام تھے۔ اسی ایک شعر سے ان کی صفائی طبع
ظاہر ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑی خوبی کا شعر آفتاب کی طرح روشن کہے گئے
ہیں اور سارے عالم میں اس کی شہرت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے جن کو فرشتاء
سے مناسبت ہے یہ شعر ان کے پسند خاطر ہے۔ اگرچہ اس فقیر کو ان کا کوئی ایسا

شعر نہیں بلا جس سے ان کا تخلص ہوا ہر ہو، لیکن یہ شعر بہت بلند تھا نام ہی کو تخلص کی جگہ قیاس کر کے لکھ دیا۔ اس۔ لئے خزانہ خامہ میں بھی ان کی مثالِ قوم کے درمیان گلاب کے پھول کی سی ہے۔ اور اس چمن دل فریب میں انکی جگہ خاتمی یہ

۴۳۔ صافع۔ بلکہ احمدی بشیخ نظام الدین احمد زادہ۔ اس فقیر نے اپنے کو ایک بار لکھنؤ میں دیکھا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ کلکتہ چلے گئے۔ ان کو وہاں زہر دیا گیا اور جاں بحقِ تسلیم ہوئے۔

۴۴۔ ضمیر۔ نواب ہدایت علی خاں ضمیر عرف اسد الدولہ سہیان پور کے سادات گرامی میں سے تھے اور عزیزم آباد کے صوبہ دار۔ آخر ہی شاہ عالم کی سرکار میں منصب نجاشی گردی پر سرفراز تھے۔ کچھ دن ہوئے کہ انتقال ہو گیا۔ ان کی قبر عظیم آباد کے متصل حسین گڑھ میں ہے۔

۴۵۔ فقیر۔ میرمیر الدین فقیر عباسی۔ ہر دن بزرگ اور فعاحد کمال تھے۔ فضائل و کمالات میں ان کا کوئی ہمسرنہ تھا۔ فارسی محا دراثت انہوں نے اہل رہ بناں ای رانیوں کی صحبت میں سیکھے تھے۔ غربی اور امامیہ مذہب کی فقہ کی کتابیں علمائے عصر سے پڑھیں۔ ان کا کلام اس فقیر کی نظر سے گذر رہے۔

علمیوں سے پاک ہے۔ خفیہ قشتا یہ ہے کہ اس دو آخر میں ہندوستان پول میں ان کے جیسا کوئی صحیح اور درست لکھنے والا کم نظر آتا ہے۔ ان کا آبائی

ان شعر نہیں دیا ہے۔
ٹھہ حسین آباد۔

جیدر آباد کے ہنسی عالم کی صحبت سے متاثر ہو گرا شناختنی مسلک اختیار
کر لیا اور اسی سبب سے حالانکہ شاہ ولی اللہ محمد شاہ سے قرایب قریبیہ
نگرانی طلاقات تک تزک کر دی۔ آخر میں شوق زیارت عتبات عالیات میں
روانہ ہوئے۔ بعد میں اس دیوار سے واپس آنے والے شاہ بھماں آباد
سے لوگوں سے سنا کہ لوٹتے وقت گشتی پر روانہ ہوئے تو بغداد
کے پاس کشتنی عرق آب ہو گئی۔ میر نذر کورہ ایک جماعت کثیر کے ساتھ
غراق رحمت ہو گئے۔ ان کی تقاضائی میں صدر بجه فیل کتابیں نظر سے
گذریں۔ اللہ علی شمس الفتح الحکم معصومین کی کرامات کے بیان میں
دُر ہمتوں۔ الله علیہ السلام اللہ علیہ کے تولد کے بیان میں اللہ علی
والله وسلطان۔ علی قلعی خاں دالہ اور اس کی اپنی عتم زادہ بہن خدیجہ
سلطان کے عشق کا واقع خود خان نذر کوری فرائش پر لکھی مشنوی
پرس رام و دل آرام اور دیوان غزل اور رسالہ عروض و توانی۔
۲۔ فقاں۔ اشرف علی خاں فقاں۔ احمد شاہ بادشاہ کے برادر
رضاعی۔ ابتداء میں موزوفی طبع کی بنای پرشاہ بھماں آباد میں مزادر فیع کے
تبلیغ میں پچھنچ گئی کرتے تھے۔ آخر کا عظیم آباد آکر نوش حانی سے بسر کرتے
زہے۔ یہاں تک کہ یہی اقتضا کر گئے۔ کبھی کبھی فارسی بھی کہتے تھے۔

۳۔ اشرف علی خاں فقاں عرف کو کہ خاں یعنی کو کہ احمد شاہ بادشاہ۔
و در سابق کے شاہ عہد میں شعر بڑی صفائی سے کہتے ہیں اور نہیں کی شاگردی

منسوب ہیں۔ چنانچہ خود کہتے ہیں سہ

ہر ہند اب ندیم کا شاگرد ہے فغان
دوون کے بعد دیکھئے اُستاد ہو وے گا

: جن زمانہ میں بادشاہ سے الگ ہو کر شاہجہان آباد سے نکلے تو پورب
کی طرف پہلے آئے اور میر محمد نعیم خاں جوان کے ہم مکتب تھے، ان کی
وساطت سے نواب شیخ اخدر لہ بہادر کی سرکار میں رسائی ہوئی۔ اور
ان کے معاحب بن گئے۔ اسی زمانہ میں ایک روز نواب وزیر نے
غایت اختلاط اور بے تکلفی میں پیسہ کو گرم کر کے ان کے ہاتھ پر رکھ
دیا۔ جل کر ان کی آنکھوں سے آنسو رو داں ہو گئے اور کچھ نہ کہا اور آخر
ابس حرکت سے آندہ ہو کر عظیم آباد چلے آئے اور راجہ شتاب رائے
کی سرکار میں ندیم ہو گئے اور بڑا اقتدار حاصل کیا۔ چند سال ہوئے
کہ یہیں انتقال کر گئے۔ [تذکرہ ہندی]

۲۸۔ فراقی۔ کنور پریم کشور فراقی تخلص خاف کنور آنند کشور خلف
راجہ جو گل کشور۔ وطن اصلی شاہجہان آباد۔ برکت اللہ خاں برکت کے
شاگرد۔

۲۹۔ قائم۔ محمد قائم۔ قائم۔ وطن چاند پور۔ شاعر سخیتہ گو۔ مرزا محمد فیض
کے مشهور شاگرد۔ ان کی عمر ساٹ سال سے زیادہ کی ہوگی۔ کبھی کبھی فارسی
یہ بھی طبع آزمائی کر لیا کرتے ہیں۔ چونکہ اس تذکرہ کی ماہیت بیاض کی
ہے۔ لہذا ان کے کلام سے بتو انجام ہو سکا وائل کرو یا۔

بہ سبب، ملازم مرتب شاہی اکثر شاہجہان آباد میں رہتے تھے۔ اور اس زمانہ میں
حکمر تو پختہ خانہ میں ملازم تھے۔ موزوںی طبع کی بنابر جو کچھ کہتے ہزار فتحی کو
دکھلاتے اور نخواجہ میر درود سے بھی اعتقاد رکھتے تھے۔ اس فقیر نے ان کو ادھر
عمر بیان نواب محمد یار خاں کی سرکار میں کہ ان دونوں تازہ وار و ہوئے تھے،
لباس در دینی میں دیکھا تھا۔ سختگی کلام اور حستی بندش غزل اور طرز قصیدہ
و شنوی وغیرہ میں زمانہ کے روایج کے مرطاب اپنے استاد نے دو شش
بدوش چلتے ہیں، بلکہ اکثر جگہ ان سے سبقت لے لگئے۔ اس زمانہ میں
میرے قصیدہ پیش کرنے اور نواب موصوف کی سرکار میں ملازمت
پانے کے باعث یہی بزرگ تھے۔ قلیل عرصہ میں بہ سبب ملیم مراجی اور
اتحا د نسبت شاعری مجھ فقیر سے ٹرا ربط صبر ط پیدا ہو گیا تھا۔ نواب موصوف
کے اشعار جو اصلاح کے لئے ان کے پاس آتے تھے بہ سبب بے توجی کے
وہ میرے ہوالے کر رہتے تھے۔ چنانچہ اس طرح تین ماہ تک ہم دونوں
ساتھ رہے اور کھانا پینا صبح شام ساتھ ساتھ تھا۔ والدہ اس صحبت
گذشتہ کی یاد آج بھی دل میں چلکیاں لیتی ہے۔ الغرض کٹھیر کی بربادی
کے بعد نواب موصوف کے صاحبزادے نواب احمد یار خاں کی سرکار پر
فیض اسٹر خاں رام پور کے ذمیل ہونے کے بعد ان کا کچھ وظیفہ مقرر
ہوا لیکن اس سے ان کی گذر اوقات بفراغت نہیں ہوتی تھی۔ اہذا پسے
قدیم مسکن کی جامداد اور یومید کی وگڑائش کے لئے لکھنؤ گئے اور

راجہ بیت رے بہادر سے پردازہ درسہ دہاں سے س۔ لکھوں کر لیتے گئے۔ کار برا آری کے بعد رام پور میں موت واقع ہوئی اور اس کی خبر ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھیل گئی۔ [تذکرہ ہندوی]

۴۳۔ معین الدین خاں ولد قاضی فریدالدین خاں۔ جوان صلاحیت شعار طبع موزوں رکھتے ہیں۔ ان کے بزرگان اہل خطہ رہے ہیں۔ پر خود ان کی شاہی ماں آباد میں نشونما ہوئی۔ کبھی کبھی ریختہ اور فارسی دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ میرے باروں میں ہیں۔

۴۴۔ مخلص۔ اندر ام مخلص قوم کھتری وطن لاہور۔ وکیل زکریا خاں ملائیں تواب اعتماد الدولہ وزیر موٹے تازے اور مالدار آدمی تھے۔ وکیل پورہ میں عالی شان اور دل فریب عمارتیں مرقع تصویر کی طرح حسین رکھتے تھے۔ ابتداء میں مرزابیدل کے شاگرد تھے اس کے بعد خان آرزوے والبستہ ہو گئے اور مذکور کے ساتھ بہت مراغات کرتے تھے۔ ان کا دیوان (فارسی) فقیر کی نظر سے گذر اسے۔ اشعار زلمیں اور آبدار ہوتے ہیں۔

۴۵۔ میر۔ میر محمد تقی میر، مشیرہ زادہ سراج الدین خاں آرزو۔ فن شعر ریختہ میں صاحب کمال ہیں ان کا کوئی بمسخر ہندوستان بیس دوسرے پیدا نہیں ہوا۔ فلک پیر کو نہ جانے کتنے عرصہ دراز تک چکر لگانا پڑے گا کہ ان کے جیسا شاعر پھر پیدا ہو۔ اشعار ریختہ پہ نسبت دوسرے ریختہ گو شاعر کے پاکیزگی اور صفائی سے کہتے ہیں یہاں تک کہ فارسی گو شاعر اکو بھی ان کی ریختہ گوئی پر رشک ہوتا ہے، بلکہ اکثر لوگوں نے جو موزوں طبع تھے ان کے اشعار ریختہ

گو سن کر اور اس زبان کا چھپا رہ ان کی زبان سے پا کر فارسی گوئی کو ترک کر کے ریختہ کہنے پر متوجہ ہوئے۔ فردوس میر آرامگاہ کے عہد میں پائے تھت کے اکثر ارائیں اور وہ لوگ جن کو شاعری سے لگاؤ تھا ان کی حالت اور تو قیر دسرے شعرا کی بہ نسبت زیادہ کرتے تھے۔ اب جبکہ اس اجر ٹنے دیا ہے میں کوئی نہ رہا اور قدر دانوں سے زمانہ بالکل غالی ہو گیا تو باوجود اہل عیال ریختہ کے توکل سے زندگی پیش کرنے لگے اور نئے مالداروں کے آگے کجھی سر نیا زینیں جھوکاتے اور اس زمانہ میں کسی کو اپنا محتاط صبح نہیں گردانتے۔ اور ہرگز دن اکس سے گفتگو بھی نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے خریز واقار ب ان کو کچھ خلق، مغرور، خود پسند اور غیر منصف سمجھتے ہیں۔ ان کی شاعری کی شہر سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ ریختہ کے اشعار ہر کہہ وہ کی زبان پر ہیں۔ اور آنے والے ایک دیار سے دوسرے دیار میں بطور تحفہ لئے پہرتے ہیں۔ خوفزدہ ابتداء سخن گوئی سے ریختہ ہی کے لئے مشہور ہیں۔ فارسی شاعری کا کچھ ایسا دعویٰ نہیں کرتے گرچہ فارسی کا کلام بھی ریختہ سے کم نہیں کہتے تھے کہ دو سال تک ریختہ گوئی ترک کر دی تھی اور اتنے عرصہ میں قریب دو ہزار اشعار فارسی کے کہہ کر دیوان مرتب کر لیا۔

[میر محمد تقی میر تخلص کہ ان کا مفصل احوال تذکرہ فارسی (عقدریا) میں لکھا جا چکا ہے۔ صاحب کمال ہیں اکثر لوگ ان کو قن ریختہ میں مرزا رفیع سودا کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں اور اکثر لوگ غزل اور شنوی میں مرزا سے بہتر سمجھتے ہیں اور مرزا کو ہجو زگاری اور قصیدہ میں ان سے

برتر جانتے ہیں۔ غرض جو بھی ہو ریختہ کی استادی ان پر مسلم ہے۔ اگرچہ فارسی کا دیوان بھی ہے مگر فارسی گویوں میں ان کا شمار نہیں۔ ہندوستان کے سب ریختہ گوان کے کلام سے سند لیتے ہیں اور اس فن میں ان کو مستثنی سمجھتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے۔ پہنچ سال ہوئے کہ شاہجہان آباد سے پورب کی سمت آگر آصف الدولہ بہادر کی سرکار میں اعتبار اور اعتماد حاصل کیا۔ چار دیوان ریختہ کے اور متعدد مثنویاں اور شرکار نامہ بے زظیر ان سے یاد گیا ہیں۔ مجھ فقیر پر بڑی حمرا فرمائے ہیں۔ ان کی عمر اسی سال کے قریب تذکرہ ہندی ہو گی۔

۳۳۔ منت - میر غزال دین منت۔ ان کے قول کے مطابق ان کا مولد شاہجہان آباد ہے۔ سادات حسینی سے سید عبد اللہ مشهدی کی اولاد میں ہیں جو امام ناصر الدین سونی پتی کے نام سے مشهور ہیں۔ اور اسی قصۂ میں آسودہ خاک ہیں۔ منت علم و حیا سے آراستہ جوان اور کمالات نظری و باطنی سے بہرہ ور ہیں۔ حضرت قطب العصر مولوی فخر الدین سے بیعت ہیں اور ان کی صحبت میں فقر و فنا کی منزل طے کرتے ہوئے مقام درویشی حاصل کر رہے ہیں۔ حبہ تک دہلی میں قیام تھا۔ ہمیشہ حضرت کی مجلس میں شرکیہ ہوتے رہے اور آزاد دل کی طرح دل ق فقیری میں ملبوس رہتے جسرا نہیں کہ پورب پنجھے اور قسمت نے یا ورنی کی تو عسرت کی زندگی سے عذر ثابت کی زندگی گذرانے لگی۔ پرانی روشنی کو یک نسلم نزک کر دیا۔ لہذا ان کے اکثر پاران طریقہ اور منہج آتے تھے، مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ آدمی بندی کے لئے

کیا کچھ نہیں کرتا۔ ان کی تصاویر میں خمسہ نظامی کا جواب، دیوان غزلیات و قصاید وغیرہ، قصہ ہمیہ درانجھا، معجزہ الکمال، ملا آملی کی سحر الحلال کے جواب میں، جواہجی تک ناتمام ہے اور شکرستان و حمپستان، گلستان و بوستان کے جواب میں۔ غرضکہ ان کے اشعار کا مجموعہ ایک لاکھ کے قریب ہوگا۔ بست پر گوہیں۔

[میر قمر الدین منبت۔ وطن سونی پت۔ فارسی کے مسلم التثوت شاعر، ابتداء میں تھوڑے دنوں تک رنجتہ میں قائم سے اصلاح لیتے تھے چنانچہ قائم نے اپنے تذکرہ میں اسی وجہ سے ان کو اپنا شاگرد بتایا ہے۔ جب قوت علمی پیدا ہو گئی اور تحصیل عربی و فارسی سے فراخیت ہوئی تو فارسی گوئی میں نام پیدا کیا۔ اور اس زمانہ میں اپنے کوشش کر دیں اور میر شمس الدین فقیر گئے ہیں اور کچھ دنوں فتوت حسین خاں کے یہاں بھی ان کا آنا جانا ہوتا تھا۔ غرضکہ ان کا مفصل حال تذکرہ فارسی میں لکھ چکا ہوں۔ زیادہ لکھنا سامعین کے درود سر کا باعث ہوگا۔ ان کی بہتیری تصاویر میں ان سے یاد گاہر ہیں۔ کبھی کبھی رنجتہ گوشائگر دوں کی تعلیم کے خیال سے رنجتہ بھی کہہ دیا کرتے تھے ورنہ ان کو اس پر کچھ فخر نہ تھا۔ اس فیض نے ان کی حلت کے بعد جس کو دوسال کا عرصہ ہوا ہوگا دو تین شعر برائے برکت تاریخ چلت کے کہے ہیں۔

۱۔ مخزن نکات قائم مطبوعہ انجمن میں یہ اطلاع نہیں بلکہ لندن والے مخطوط میں منت کا ترجمہ ہے۔

”مفت کجادہ مزمه شاعری او“ ۱۳۰۷ھ

تذکرہ ہندی

۴۳۔ محمد ششم - محمد ششم خاں محمد ششم قوم کنبوہ ساکن شاہ جہاں آباد مسُن آدمی اور فارغ الیال تھے فقیر نے ان کو اپنی ابتدائی شاعری کے زمانے میں قصبه امرد ہے میں دیکھا تھا۔ رنجتہ اور فارسی دونوں میں لکھتے تھے۔

۴۴۔ مظہر - اسم شریف عزاجان جاں ہے۔ ایک روز خود مجھ سے وجہ تسمیہ بیان کیا کہ میرے والد کا نام عزاجان تھا۔ جب حملہ مکان (عامگیر) کے دور اچھر میں میری پیدائش ہوئی تو یہ خبر بادشاہ کو ملی۔ ارشاد ہوا کہ اس لڑکے کا نام جان جان رکھنا چاہئے۔ والد داغستانی نے بیاض الشعرا میں عز اکوسادات علویہ میں سے لکھا ہے یہ محفوظ علطہ ہے۔

اس لئے کہ عزنا صصح قول کے مطابق نوران کے ترک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد کے انتقال کے بعد جو کچھ مال و اسباب کثیرہ ان کے ہاتھ آیا۔ ووستروں اور پیاروں کی مجلس اور دعوت میں خرچ کر ڈالا اور اٹھاڑ سال کی عمر میں صبح کچھ پیچ کر درویشی اختیار کر لی اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے کسی بزرگ سے قیوض حاصل کر کے خرقہ درویشی پس لیا۔ اس وقت سے اسی سال کی عمر تک بے بیازی کے ساتھ نہایت عزت اور وقار سے زندگی گزارتے رہے اور بادشاہ سے لے کر ادنی فقیر کوئی ایسا ذخراجوں کی آستان بوسی کو اپنے لئے باعث نہ سمجھتا ہو۔ ابتدائے شور سے

طبعیت میں عشق کا غلبہ تھا۔ اکثر عاشقانہ شعر موزوں کریتے۔ شاہ عالم باوشاہ کے عہد میں امیر الماہرا ذوالفقار الدوڑہ بہادر کے پر سر عروج ہوتے کی وجہ سے اہل تشیع کا انتدار بڑھ گیا اور حرز استحصب اہل سنت والمجاحدت کے مقصد اسی وجہے چاتے تھے پتھر استحصب شیعوں میں سے کسی نے محرم الحرام کی ساقوں آریخ کی شب کو ۱۹ھ میں طینچہ کی گولی سے مرنے کو محروم کر دیا۔ صحیح ہو کر عجیب ہنسنگاہ مہے بر پا ہو گیا۔ کوئی ایسا نہ تھا جس نے اس حادثہ کو سن کر افسوس نہ کیا ہو۔ ان کے مستعدین اپنے طور پر معا الجہ کا مشورہ دیتے رہے۔ ذوالفقار الدولہ بہادر نے بھی کہا بھیجا کہ قاتل کا پتہ لگا کر اس کو سزا دی جائے گی اور اگر حکم ہو تو کوئی فرنگی ڈاکٹر علاج کے لئے بھیجا جائے۔ مرزا نے جواب دیا کہ قصداں تو زندہ آدمی کے لئے ہوتا ہے۔ میں تو خود ایک متہرگ مردہ تھا اگر کسی نے مردہ کو مارا تو قصداں کیسا اور اپنا علاج بطور خود کر رہا ہوں۔ آپ خا طر جمع رہیں۔ چونکہ زخم دل کے پاس تھا، عاشورہ کے روز طاہر روح نفس ع忿صری سے پرواز کر گیا اور جاں برہ ہونے کی کوئی صورت نکل نہ سکی۔ آپ کے انتقال کے بعد کسی نیاز مند نے آپ کے دیوان سے فال نکالی تو یہ شعر نکلا ہے

بلوچ تربتِ من یا قشداز غبید تحریر ہے کہ ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقدیر
محروم ہونے کے وقت مرزا کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔
چہ خوش بر وئے دلِ تذک مادرے واکرو
خدادر از کند عمر ز حشم کاری مـا

ایک مختصر دیوان (فارسی) ان سے یاد گار ہے۔ اکثر شعرات نے تاریخ رحلت کی۔ اس فقیر حقیر مصحفی نے بھی ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

پس از ساعتے سر ز جیب تامل
بر آ در وہ گفت: "آہ منظر کجبا فی" ۱۱۹۵ھ

[هر زا جان جان منظر تخلص۔ بڑے مشائخ میں سے گذرے ہیں۔ ان کے اوپر ایک فارسی میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ شوق شعر گوئی کی ابتداء ہیں کہ ہنوز میر و میرزا میدان شاعری میں نہیں آئے تھے اور دو را یہاں گویوں میں پہلے پہل فارسی کے تبتیح میں جس نے شعر رنجتہ کہا وہ هر زا ہی ہیں چونکہ ان دونوں میر عبدالمحیٰ تا باں سے بڑی دوستی تھی متعدد غزلیں آپ کے فلم میں نکلیں، مگر میر مو صوف نے منع کر دیا۔ آخر کار هرز انسے (رنجتہ گوئی ترک کر کے) صرف فارسی ہی میں لکھنا پسند کیا اور پھر کبھی رنجتہ کی طرف متوجہ بھی نہ ہوئے مگر جرن اسی قدر کہ دو چار شاگردوں کی اصلاح میں کام آئے چنانچہ مجھ فقیریہ در دمند کی پہ نسبت جن کا ساقی نامہ مشہور ہے انعام امیر خاں لفین کی تربیت کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ لفین کے سارے دیوان میں استاد کی زبان کی فصاحت و بلا غلط اپنا جملوہ رکھا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقیر کے حبیال میں زبان رنجتہ کے اس طرز کے نفاذش اول میرزا ہی ہیں۔ اس کے بعد دوسروں نے ان کا تبتیح کیا۔

بـ ۴ مـ مـ صـ حـ فـ - اس جـمـوـعـہ کـا مـؤـلـف فـقـیر حـقـیر غـلام ہـمـدـاـنـی مـصـحـفـی تـخـلـصـ۔
لازـمـ آـیـاـکـہ روـیـفـ مـیـہـمـ مـیـں اـپـنـے اـشـعـارـ بـھـی دـاـخـلـ کـرـ کـے تـذـکـرـہ کـی زـینـتـ
بنـیـں تـاـگـہ اـسـی وـاسـطـہ سـے لـجـہـاـبـ کـے حلـقـہ اـجـلـسـ مـیـں پـاـرـ پـاـسـکـیـںـ۔

[۱] پـوـشـچـیدـہ نـہ رـہـتـے کـہ مـوـلـفـ تـذـکـرـہ کـا نـاـمـ غـلامـ ہـمـدـاـنـی ہـےـ
اوـرـ حـفـحـیـ خـلـصـ۔ بـزرـگـوـںـ نـے بـادـشاـہـ کـی سـرـکـارـ مـیـں فـوـکـرـیـ کـیـ ہـےـ۔ جـبـاـ
سـلـطـنـتـ مـیـں اـنـتـشـارـ شـدـ یـہـ پـیـہـدـ اـہـواـ تو اـسـ فـقـیرـ کـا آـبـانـیـ مـکـانـ بـھـیـ بـرـ بـادـ
ہـوـ گـیـاـ۔ بـزرـگـاـنـ تـوـ دـنـیـاـ سـے کـافـیـ بـسـرـہـ وـرـ ہـوـ چـکـےـ تـھـےـ، یـہـ فـقـیرـ چـوـپـنـکـہـ انـ
بـزرـگـوـںـ کـیـ سـیـ قـسـمـتـ نـہـیـںـ رـکـھـاـتـھـاـ مـجـوـرـاـ اـبـنـدـاـرـےـ شـبـابـ ہـیـ سـےـ
مـوـزـوـنـیـ طـبـیـعـ کـےـ باـعـثـ تـحـصـیـلـ عـلـوـصـ مـیـں مـصـرـوـفـ ہـوـاـ۔ چـنـائـچـہـ بـزرـگـوـںـ کـےـ
نـیـضـ صـحـیـتـ سـےـ پـہـلـےـ نـظـمـ وـنـشـرـ فـارـسـیـ کـیـ تـکـمـیـلـ کـیـ اوـرـ مـحـاـوـرـہـ اوـرـ اـصـطـلـاـعـ
کـیـ تـحـقـیـقـ سـےـ فـرـاغـتـ حـاـصـلـ کـیـ اوـرـ بـھـرـ زـماـنـہـ کـیـ روـشـ پـرـ آـخـرـ کـارـ بـیـجـتـہـ گـوـنـیـ
مـیـں مـصـرـوـفـ ہـوـاـ اـسـ لـٹـئـہـ کـہ رـیـجـتـہـ کـیـ بـنـیـتـ فـارـسـیـ گـوـنـیـ کـا رـوـاجـ ہـنـدـتـہـاـنـ
مـیـںـ کـمـ ہـےـ اوـرـ آـجـ کـلـ زـبـانـ رـیـجـتـہـ فـارـسـیـ کـےـ اـعـلـیـ پـاـیـاـتـکـ پـہـنـچـ گـئـہـ ہـےـ۔
بـلـدـ سـالـ تـکـ تـوـابـ بـحـفـتـ خـاـنـ کـےـ دـوـرـ مـیـںـ شـاـہـجـہـاـنـ آـبـادـ مـیـںـ گـوـشـ
نشـیـںـ رـہـاـ اوـرـ زـبـانـ رـیـجـتـہـ اـرـدـوـئـ مـعـلـیـ کـیـ پـورـےـ طـوـرـ پـرـ خـدـرـتـ
کـھـڑـاـرـ ہـاـ اوـرـ تـلـاـشـ مـعـاـشـ مـیـںـ ہـرـگـزـ کـسـیـ کـےـ درـپـرـ نـہـ گـیـاـ۔ اـگـرـ یـہـ
یـہـ فـقـیرـ دـوـستـوـںـ کـیـ رـاـئـوـئـ مـیـںـ مـسـلـمـ التـبـوتـ فـارـسـیـ گـوـسـمـجـھـاـ جـاتـاـ ہـےـ۔
بـھـرـجـبـیـ رـیـجـتـہـ گـوـنـیـ مـیـںـ زـیـادـہـ شـہـرـتـ حـاـصـلـ ہـےـ اوـرـ اـسـ مـدـتـ مـیـںـ
مـیـرـیـ تـصـنـیـفـ وـتـالـیـفـ کـیـ فـرـسـتـ یـہـ ہـےـ:ـ

دو دیوان فارسی، ایک مولانا الطیری نیشا پوری کے جواب میں،
دوسرالبطور خود تین دیوان ریختہ۔ وہ تذکرہ فارسی دہنہی اور ایک
دوجزو شاہنا مہہ شاہ عالم بہادر کے نسب نامہ تک۔ اور ایک دیوان
ریختہ جو شاہ بھماں آباد میں کھاتھا اور اسی کے ماتحت مسودہ دیوان فارسی
اوہل جس کی زبان جلال اسیر اور ناصر علی کی سی تھی یہ دیوان چوری ہو گیا۔
جی تو چاہتا تھا کہ اپنا حال سب سے آخر میں لکھتا۔ مگر حرف ”میہم“ نے
محبور کر دیا کہ ردیف میہم میں بیان ہو۔ [تذکرہ ہندوی]

(۲) [میں شیخ غلام ہمدانی ہوں تھا مصنوفی۔ میرے حسب و نسب
کا حال صحیح الفوائد سے معلوم ہو گا۔ اس سے پہلے تذکرہ فارسی دہنہی
مرتب کر چکا ہوں۔ اب اس تائیع کا سبب دہنی کے شتر اکی پہ نسبت شرائے
لکھنؤ کی کثرت ہے۔ اگر میرے تحصیل علمی کے متعدد جاننا چاہتے ہیں تو تو
سنئے کہ شاہ بھماں آباد میں تیس سال کی عمر تک میں فارسی نظم و نثر کی تکمیل
ہو چکی تھی جس زمانہ میں جلال طسن پرور کر اس دیار (لکھنؤ) میں تازہ وارث
ہو گر کر قیام پذیر ہوئی تو علم عربی یعنی طبیعتی دہنی و ریاضتی مولوی مستقیم سان
گو پا مسو شاگرد مولوی حسن خواجہ تاش مولوی مبین عالم العلما سے حاصل
کیا اور میدبڑی اور صدر اسے واقف ہوا۔ اور مولوی منظہر علی جن کا
علم صرف و نحو میں ثانی کم سی کوئی ہو گا ان سے فالوں پنجہ پڑھا۔ الغرض آخر عمر میں
خداء کے فضل سے عربیست اور تفاسیر قرآنی پر اتنا دسترس حاصل کیا کہ عربی
میں دیوان مرتب کرنے کا ارادہ کیا۔ بلکہ ابتدا بھی ہو گئی اور قریب ایک

جزو غزیات اور ایک دوست قبیلہ نے نعمت رسول میں جو میں نے کہے
 تھے اس کو صاف کر کے ایک بلند طاق پر رکھ دیا تھا۔ بارش میں نبی کے باعث
 دیپک کا غذاء کو چاٹ دگئی۔ کچھ تو کرم خوردہ اور کچھ سلامت بیجے تو مضمون
 نظم سبب برپا ہے۔ دو تین مقامات حربی شرح کے ساتھ جو میرے پاہن تھے
 بلکہ اس کا ایک جزو خود لکھ لیا تھا اپنے شاگرد مولوی عنایت عجمی سے درس
 لیا۔ یہ تجھ سے فهم اُدھر فی پڑھتے تھے۔ اس کتاب سے زبان عرب کے محاورے
 پیش کیے گئے۔ اگر زمانہ نے فرحت دی تو تکمیل کو پہنچوں کا متن قرآن کے معانی
 بغیر تفسیر کی مدد کے حرف بہ حرف سینہ میں محفوظ ارکھنا ہوں۔ اکثر عربی کتابیں
 مثل مختصر اوزن طوک ایک مطالعہ میں آسانی سے سمجھیں آجائی ہیں اور کوئی
 مشکل سے مشکل مطلب میرے ذہن سے مخفی نہیں رہتا ہے۔ یہ کمی کہ میں
 عربی داں نہ تھا اس شہر میں آگر پوری ہو گئی۔ دوسری کمی علم عرض و قافية
 سے ہے آتشناٹی تھی۔ گذشتہ استادوں کے عروض کی کتابیں چند راتوں
 میں تمام کر کے قابل عرصہ میں اس کمی کو بھی دور کیا اور خود عروض پر ایک
 رسالہ لکھا اور نام اس کا خلاصۃ العروض رکھا۔ الحمد للہ جو میرا مقصود تھا
 وہ حاصل ہوا فارسی اور ہندی دونوں زبانیں تو جوانی ہی کے زمانے سے
 غلام اور لوگوں کی طرح شب و روز کمربستہ حاضر رہتی ہیں۔ ہاں عربی میں
 جیسا کہ دل چاہتا ہے ابھی مزاولت باقی ہے۔ زبان اردو کے رنجستہ میں
 سو آدمیوں کے قریب کیا امیر کیا غریب میرے حلفاء شاگردی میں آچکے ہیں اور
 مجھ سے نصاحت اور بلاغت سیکھ چکے ہیں۔ فارسی محاورہ سے متعلق ایک

کتاب مفید الشہزادے کی ہے جس سے میری فارسی دانی نظر ہو جائیگی۔
 یہ جو شیرینی میرے ریختہ کلام میں ہے وہ فارسی کی بدولت ہے۔ اگرچہ اس
 جملہ میں اپنے اشعار فارسی و ہندی لکھتے شرم آتی ہے۔ میری خواہش تھی کہ عربی
 اشعار لکھوں مگر عقل نے پکار کر کہا کہ جب اس فن میں ناموری ہو جی چکی
 تو پھر عربی اشعار لکھنے سے حاصل ہو کون جانتا ہے اور کون سمجھتا ہے۔
 اس زمانہ کے لوگوں کی بے علی کے باعث اب فارسی زبان اپنا منہج چھپا فی
 پھر رہی ہے اور لوگوں کی طبیعتیں ریختہ کی طرف زیادہ تر متوجہ ہیں
 تو ایسی حالت میں کھلے ہوئے پھولوں کو وامن قبولیت سے گذا دینا
 اور عربی کے خاردار درختوں میں الجھانا عقل مصلحت انہیں اجازت نہیں
 دیتی ہے مجور ارادے صاحب کی رہنمائی میں اپنے فارسی اور ہندی کلام
 جو صحی رطب یا بس مناسب دیکھے اس تذکرے میں داخل کر دئے
 خدا کرے سامعین نہیں پسند کریں۔ میری عمر آج کی تاریخ تک انسی سال
 کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اب دنیا سے دل اچاٹ ہے۔ بجز یاداللہ اور
 شما زور و زدہ اور کسی چیز میں دل نہیں لگتا۔ خدا عاقبت بخیر کرے۔

رباط الفصیح

بلہ

سم مضر طر - کر پادیاں عرف کنوں میں مضر طر پر دیوان میں پرشاد
 بزاد رزادہ دیوان بھوانی پرشاد۔ قوم کا استحکم سکینہ عالمی خاندان

لے نسخہ رام پور میں مضر طر کا ترجمہ بعد کا اضافہ ہے۔

وطن اصلی شاہ جہاں آباد۔ ان کی نشود نما لکھنؤ میں ہوئی۔ ان کے دادا دیوان
 چور ڈامن داس دار الخلافہ دہلی میں سلطنت مغلیہ کے خزانہ عاشرہ کے دیبا
 اور پیش کار پنج ہزاری تھے۔ نواب سعادت خاں جنگ بہادر برہان الملک
 مرحوم کی رفاقت میں ساری خدمات اور عمارات چھوڑ کر لکھنؤ آئے اور یہاں
 محلہ کرڑہ رائے میں مرکان تعجیز کروایا۔ نواب منصور علی خان بہادر اور راجہ
 نول رائے کے زمانہ میں نیابت اور پیش کاری کی خدمات انجام دے کر بخوبی
 گزارتے تھے اور ان کے چچا اور بھائی نے بھی ہمیشہ امیرانہ زندگی بسر کی۔
 چنانچہ نواب آصف الدولہ بہادر وزیر ابن وزیر کے محمد میں جبکہ راجہ
 بھکر ان داس صوبہ دار کھیر ہوئے اور ہمیشہ جسون دخوبی کام انجام
 دیتے رہے تو یہ خود بھی مناسب خدمات بجالا بیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسال
 کر ۱۲۱۳ھ ہے ان کی عمر پچیس سال کی ہوئی، جوان خوش رو خوش خوا
 حیم و سلیم، مزاج آرائستہ، منکسر خلائق، در دلیشیوں کے عقیدت مندر
 بلکہ ان کے خاک پا اور علماء فضلا کے خادم اور فصیح بلغا کے طالب صاحب
 در دلیشیوں کے در و مندر، خدا ترس، خدا پرست۔ با وجود جوانی سولہ سال ہی
 سے اشد کے فضل سے شراب اور ہر قسم کی نشہ آور چیزوں سے اجتناب
 ہے اور ہر طرح کے برے کاموں سے بمرا۔ تحریر اور انشا پر دازی میں جوان
 کا خاصہ ہے جیسا کہ چاہئے پوری دستگاہ رکھتے ہیں اور آن کل علم عربی
 و کلمت کی تخلیل میں دل سے لگے ہوئے ہیں۔ اور موزوں فی طبع اور مناسبت
 مزاج کے باعث جو حسن و عشق سے وابستہ ہے کبھی کبھی اشعار فارسی ہندی

بھی دل پر درد سے نکل آتے ہیں۔ درخواست کے مسودے بیرے پاس ہیں
ان کے ہندوی کے اشعار مذکرہ ہندوی میں درج ہیں۔ فارسی سے بھی
رغبت ہے اور مجھے فقیر کے راسخ الاعتقاد شاگردوں میں ہیں۔ ان کا مذاق
ان کے کلام سے ظاہر ہے۔

(۱) [لالہ کنو ریں مفہوم تخلص پسر دیوان دی پر شاد قوم کا بیستھ
سکیونہ۔ ان کے اگلے بزرگ سب غوشش معاشرش اور دولت و عزت
سے سرفراز نشا بھماں آباد کے ہیں۔ یہ خود لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور یہیں
تریبت پائی۔ جب سن تہیز کو پہنچے تو موز و فی طبع کے باعث جیسا کہ اکثر لکھنؤ
میں پوتی ہے مکتب شیخی ہی کے زمانے سے کچھ ہندوی اور فارسی میں موز و
کر لیا کرتے ہے اور شرم سے کسی کو درکھلاتے نہ نہیں بلکہ اپنے بزرگوں سے
بھی پرشیدہ رکھتے تھے۔ کچھ دنوں سے محمد خیسی شہاکی و ساطلت سے
بھی شاگردی میں داخل ہوئے۔ ان کی طبیعت میں بہت روافی پائی جاتی ہے۔
مگر طرز شعر دیوارہ نہ پان کی ناوانستگی سے مجبوor۔ اگر کچھ دن مشق سخن
شاعری کے سلیقہ سے چاری رہی تو یہیک ایک مقام حاصل کر لیں گے۔

مذکرہ ہندوی (رواۃت اول)]

(۲) [کر پاویاں غرف کنو ریں مفہوم تخلص پسر دیوان دی پر شا
قوم سکیونہ اور لالہ درگا پر شاد مفہوم رجب، ان کے چھیرے بھائی

لہ طبع دنسخ انجمن میں مفہوم رجب چاہئے۔

ہیں۔ نہوش خاق جوان، بہت حلیم اور سلیم محبیادار، منکسر مزانج، اور فقیر دی کے
خادم۔ موزوں فی طبع کے باعث لکھنے لشینی ہی کے زمانے سے کچھ کچھ ہندی
اور فارسی میں موزوں کر لیا کرتے تھے۔ کچھ دنوں سے محمد علی شہنا کی ووستی
کے باعث پیر سے حلقہ شاگردی میں داخل ہوئے ہیں۔ طبیعت میں غصب
کی روائی ہے اور خیال کی رسانی پر غایبت ہے۔ امسال اپنے والد کے سامنے
محال چاند پور وغیرہ علاقہ چکلہ بیڑی کی فوجداری سرکار حضور سے پاکر سرفرازی
حاصل کی۔ عمر بیس سال کی ہو گی۔

”تذکرہ ہندی“ (روایت ددم نسخہ رام پور)]

۸۳۔ نظام - نواب عمار الملک نظام تخلص۔ آپ کے کمالات ناظراہری
و باطنی حد سے زیادہ مشور ہیں۔ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ شعر فرمی
اور شرگوئی میں اپنا نظریہ نہیں رکھتے۔

[نواب عمار الملک نظام تخلص۔ پہلے آصف تخلص کرتے تھے۔ ابتداء
عمر سے شاعروں کی سر پستی اور موزوں فی طبع کے لئے مشور ہیں۔ بہت سے
کمالات آپ کی ذات پا بر کا بتیں جمع ہو گئے ہیں۔ ہمہ تہمہ اعلیٰ مقاصد
کے حصوں کی طرف مائل رہتی ہے۔ ریختہ گوفی کی طرف اتنی توجہ نہیں ہے مگر
جو کچھ قبل کہہ چکے ہیں اسی سے شہرت ہے۔ ان کے احوال تذکرہ فارسی میں
بھی لکھ چکا ہوا۔]

۹۳۔ و ا فی - حاتم بیگ و ا فی - وطن اعلیٰ شاہ بھماں آباد۔ میرمس الدین
فقیر کے شاگرد۔ ہندی اور فارسی دونوں میں فکر کرتے ہیں۔ لیکن ہندی

میں زیادہ تر مرثیہ کہتے ہیں اور اس میں فاطمی تخلص کرتے ہیں۔

۳۰ - دافت - نور العین پر فامنی امامت اللہ بیانی - ہند کے مشہور شاعروں میں میں سب علوم متداولہ سے متفق تھے۔ اور اسکو فزیہ بیان کرنے تھے جیسیکہ میں قدما کھڑا ہیں اس لیکیں دیوان ہنایت شمسی اور مکال خوبی کا ہے۔ ان کے اشعار بارے ہندوستان میں مشہور ہیں اس فن کے جانشی والوں کے نزدیک ان کا نام مکیانی کے ساتھ یاد ہے جس زمانہ میں احمد شاہ ابد الی نے ہندوستان آ کر قتل و غارت گری ترور کی اور سردار ایں دکن کے ساتھ ہنگامہ اروگیر ہوا، تو دفتر کے اکثر بوجہ شلماز رضا عبدالمہادی اللہی، حضرت اصل طلاقِ دان بے بدیں وال وردی خان محضون اور بعض لوگوں کے میان کے مطابق حیرت شامل ہوا تھا اور ائمہ مرازا بیان ان کے دیوان کو لکھوں کھو اکر بُرے شوق دستی پہنچتے ہے اپنے ساتھ لے گئے۔ چنانچہ اب تک ہر ایں اور سیستان میں موجود ہے۔ انکی عرضہ سوال کی وجہ بُری بُری

۳۱ - واللہ - داعیتائی۔ ڈھن اصلی داخشان اور مولدا صہیمان ہے ان کا سلسلہ نسب حضرت عباس عمر رسول اللہ صلیم سے ملتا ہے، جیسا کہ خود ایک غوریں لکھا ہے۔ اُور چہ عربی کی تعلیم نہیں پانی تھی پھر بھی خاصاحت دہنائیت کلام میں پوری قدریت تھی اور ظاہری غسل و صدعت میں بھی بے نظر تھے۔ شیخ مرحوم ادیم رضا چھتر را ہب دلوں ان کی محبت کے ایسا ہے۔ فن شعر کے اکثر نکتے انکو سمجھائے لیکن زیادہ تر میرزا جعفر سے مستفید ہوئے اور ان ہی کے خالہ مشہور ہوئے جو انی میں اپنی چھری ہیں خذیلہ سلطان پر عاشق ہو گئے اور رات کو اسکے عذر میں جا کر گریہ دزاری کرتے۔ ایک دن تک پیغمبری سلسلہ رہا جب یہ بات رسولی کی خذیلہ پر پہنچی اور اس عمل میں ان کا آنا منسح ہوا بلکہ جان کا بھی خوف تھا جیسا کہ کہا ہے مگر تین گھنٹے کے سفر کی خذیلہ بہاافت کر کے ہندوستان پہنچے اور حضرت فردوس آرامگاہ (محمد شاہ) کی سرکار میں حاضر ہو گئے خدمت میر قوزی (اور چھار ہزار منصب پر سفراز ہوئے۔ میر شمس الدین نقیر عباسی نے ان کا قلعہ عشق خود بن ہی کی فرمائش سے منتظم کیا۔ اور اس مثنوی کا نام دار سلطان رکھا۔ جان موصوف نے ۱۔ پہنچنے تک ہی میں الشعرا میں میر صاحب کو چھے لفظوں میں بیاد کیا ہے بلکہ ان کو اپنا پروردہ مرشد بتایا ہے۔ آخر اس حمدظاہ کے ہمدر میں دہلی سے صوبہ اور درو کے کسی شہر میں جا کر حملت کر گئے۔ اور کسی کے قول کے مطابق دہلی

میں سخنالہ میں بحثات پانی۔

۲۳۱۔ ہادی - ریختہ گو شاعر ہیں۔ ہندی زبان میں چند تفاسیر ہیں۔ کبھی کبھی فارسی گوئی کا بھی خیال کرتے ہیں۔

[میر محمد جواد ہادی تخلص۔ سید صاحب النسب ابتداء میں نواب عمار الملک کی رفاقت میں صاحب عزت و امتیاز تھے۔ اور موزوں فی طبع کے باعث دونوں شعر گوئی میں ہم صحبت ایک عرصہ سے ملائیں تاکہ کر کے تو ہم کی زندگی گذارتے رہے۔ بنزہ جب تک تباہ جہاں آباد ہیں رہا و داکتر غریب خاں پر تشریف لاتے تھے۔ تذکرہ ہندی]

۲۳۲۔ ڈکا - میرا زاد لاد علی، مر غلام امام، (مرادر حقيقة میر غلام آزاد) کے بیٹے اپنے چچا ہی سے مشق سخن کیا۔

۲۳۳۔ قلتیل - مرا نحمدہ دراصلہ ان کے نزدگ قوم گھری بھنڈاری ہنڈا کے ریختہ ران کے دالدکا نام درگاہ بھل تھا۔ یہ خود پہلے دیوالی سنگو کے نام سے شہور تھے۔ جن نمازیں ان کے عقليین فیض البلد جا کر سکوت پذیر ہو گئے۔ خود اسکا سال کی عمر میں مرا مخدبا قر شہید اصفہانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اسی زمانہ میں موزوں فی طبع کے باعث جوڑ گپن ہی سے بھی اچھے شرکتے لگے اور مرا موصیب ہی سے درسی کتابیں بھی پڑھتے تھے۔ فاب دزیر حرم کے عہدہ میں ایسا یون کا وسم درواج چونکہ جو دے دیا وہ بُرھا ہوا تھا اس لئے رفتہ رفتہ یہ بھی اسی دُگر پڑ چکے۔ ان کے استاد نے ان کا تخلص فیتل رکھا، یعنی استاد کا تخلص شہید اور شاگرد کا فیتل۔ یہ رفتہ رفتہ نواب سعادت محلی خاں کی سرکار میں اور دوسرے صاحبزادگان بمنذرا قابلے بھی منسلک رہے پھر دہان سے لا ازہر بکشاہ جہاں آباد ہیلے ہائے۔ جوان بگشت محلہ مخانہ بدل دیا اور خوش نیش میں۔ اور با وجود طبیعت کی بد پڑائی کے حافظہ اتنا توی ہی کہ اسلاف امر اور فضل کے احوال اسکے زبانی میں بھجے، وہ ذہنہ قوانی، علم عربی اور علم حساب میں الگ دستگاہ ہے۔ محمد فیقرے پہلی ملائکا کے دن سے آبجگ نہ نہ روزہ خدا نہ

بلا بھٹکی جا رہے ہیں۔ عاشقانہ اشعار بڑی صفائی سے نہتے ہیں۔

تعلیمات

- ۱۔ آصف - فارسی کے شاعر تھے اور بیدل کے شاگرد جو سعفی نے جفاری کا شوان سے منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ آزاد نے اسکو خان دوران میں منسوب کر کے غلطی کی ہے حقیقتاً خان دوران ہی کا ہے ۔ وفات ۱۱۶۱ھ ولادت ۱۰۸۲ھ (نیک بخت) تحفۃ الشرافا قشال میں تفصیلی حالات دیکھئے ۔
- ۲۔ امید - ان کی وفات کا واقعہ جو سعفی نے درج کیا ہے وہ مشتبہ ہے۔ سرازگ (بیدار یا گ) ہیں ایک مشہور مغنی ۲۵۳ھ میں وفات پا چکے تھے۔ اور امید کی وفات ۹ چمادی الاول ۲۵۹ھ ہوئی۔ امید فارسی کے شاعر تھے جو ایک شعر رنجیت کے ان سے منسوب ہیں۔
- ۳۔ آرزو - فارسی کے جید شاعر تھے۔ حمزی سعفی سمار عدن ہوا۔ ان کا ایک تذکرہ فارسی شعر کے عالات میں بنام "مجھ النفال" ہے جو غلطی سے اردو تذکرہ کے فہرست میں شمار کیا جاتا ہے، اس میں ایسے شعراء مرد میں حوار دو میں بھی داد سخن دیتے تھے۔ ایسے دوں میں شعر کی تخلیق ان شاعر اس جلدی شایع کی جائے گی۔ دلادت عموماً سالہ بیان کی جاتی ہے مگر صحیح تاریخ ۲۹۹ھ مادہ تاریخ

"نُرِل غیب" ہے۔ ان کا بیدل کاشٹا گرد ہونا عیمیع نہیں، پر ۱۳۲۰ھ میں گوالیار سے رہی آئے اور ۱۳۳۱ھ کے اوائل ہی میں بیدل کا استقالہ ہو گیا۔ ان سے ملاقات کا امکان ہے۔ ان کے استاد سخنور، بیدل کے رث کرتے تھے۔ بادشاہ سے ملک الشعرا کا خطاب ملتا بھی مشتبہ ہے۔ اردو کے چند اشعار ان سے منسوب ہیں۔ اردو کا صاحب دیوان ہونا جیسا کہ گلشن ہند حیدری میں مذکور ہے بعد از قیاس ہے۔ میر کا بیان قابل وثوق ہے کہ "کبھی کبھی فکر رنجتہ کرتے تھے اور اس بمعنا عبارت فن کو اعتبار نہیں" لغت فارسی پر بھی عبور تھا۔ وفات ۱۴۲۲ھ پر بیع الثلثی ۱۴۲۹ھ

۳۔ آزاد۔ عربی اور فارسی کے بینہ استاد اردو نوں زبانوں میں صاحب دیوان تھے۔ میر عبدالجلیل بلکرای کے نواسہ اور رثا گرد تھے۔ دو چار اشعار رنجتہ میں ان کے نام سے منسوب ہیں۔ ولادت ۱۱۱۶ھ اور وفات ۱۴۲۰ھ میں ہوئی۔

۴۔ انجام۔ یہ بھی فارسی بھی کہت اعرت تھے۔ رنجتہ میں برا کے نام کہا ہے۔ وضعن زنانہ رکھتے تھے۔ عین دیوان خان کے عمن میں کسی نے ان کو شہید کر دیا۔ یاد نہ ۱۴۲۳ ذی الحجه ۱۵۹۰ھ کو واقع ہوا۔

۵۔ بیدل امر۔ فارسی اور اردو دو نوں میں صاحب دیوان۔ ان کے اردو دیوان کی دو اشاعتیں ہو چکی ہیں ایک مدرس سے، دوسری اشاعت ہندوستان اکادمی الہ آباد سے سال وفات ۱۴۰۹ھ۔ ولادت ۱۳۳۵ھ۔

۶۔ پیام۔ نام کے سخن خان کا بھی اضافہ ہے فارسی اور اردو دو نوں میں صاحب دیوان۔ سال وفات میں اختلاف ہے۔

سخینہ ہندی (مرتبہ راقم المحفوظ) میں
یک ہزار و چھل دو چند ہے۔ خوشگو (مرتبہ راقم المحفوظ) میں
یک ہزار و چھل دو چند ہے۔ زیادہ صحیح قول علیعن کا ہے۔ مراد اصطلاحات میں
۲۸ ربیعہ ۱۱۵۶ھ ہے۔

۸۔ پیرزادہ۔ ان کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مگر صحیح ۱۲۲۸ھ
ہے۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ دیوان ناسخ کے مطبوعہ نسخہ میں مادہ تاریخ کے
پیشے ۱۲۳۷ھ درج ہے اسی لئے اپنگری بھی دھولا کیا گیا۔ مادہ تاریخ
”پروانہ بحد شیخ ہم دائے برد“ سے ۱۲۲۸ھ برآمد تا ہے۔ نانہ نے بھی دبی
لکھا ہے۔ کنور جو نت سنگھون کا کاچی مشہور تھے۔ اردو کے صاحب دیوان
شاعر تھے، مصحفی اور میر حسن کا شاگرد ہونا درست ہیں۔
دیوانہ ہی کے ناگر دلتے۔

۹۔ بیتل۔ مشہور شاعر فارسی۔ ان کے مفصل مالات
اور نقایف کی فہرست سخینہ خوشگو (مرتبہ راقم المحفوظ) میں
دیکھئے۔ اردو کا صرف دو شعر آج تک ان کے نام سے منسوب
چلا آتا ہے، وہ بھی تیر کی زبانی جو بیتل کی وفات کے دو برس
بعد پیدا ہوئے، فارسی کے معاصرین تذکرہ میں ان کی رسمتہ گوئی
کا کوئی ذکر ہنیں۔ سال ولادت ۱۰۵۳ھ (انتخاب) اور سال وفات
۱۳۳۷ھ ہے۔ مصحفی نے جوان کی عمر میں دس سال کا اصناف
کر دیا وہ غلط ہے۔ ان کی فارسی شاعری سے متعلق راقم المحفوظ کی کتاب
”عیت زار“ دیکھئے۔

- ۱۰۔ پنچھا۔ عجیب تخلص ہے۔ حیدری نے "بے جا" لکھا ہے۔ یہ بسچی بھی تخلص کرتے تھے۔ مزہب ایسا تھے پتا ہنس کوئی ہندو کہتا ہے کوئی مسلمان۔ گل عجائب بھی حالات ہنسیں ہیں صرف ۱۰۲ اشعار ہنڑتے ہیں۔
- ۱۱۔ جہساںدار۔ نام مرزا جوان سخت۔ سلسلہ رفات ۱۷۰۲ ھ یا ۱۷۰۳ ھ۔
- ۱۲۔ حشمت۔ ان کے والد کا نام چیراںی ہوا۔ جو خالیزادہ عاملگیر بادشاہ تھے۔ (گل عجائب) مطبوعہ بھن کے نسخے میں باقاعدہ ہے ان کے اردو اشعار بہت کم ہوتے ہیں اور جو ملئے ہیں وہ ان کے ہم تخلص حشمت کے اشعار سے لڑکو ہو گئے ہیں۔ ان کا ایک داسخت اردو میں مشہور ہے۔ ان کی وفات ۱۹۰۲ ھ میں ہوئی۔ یہ بذرخانی خاندان سے تھے۔ ولادت دہلی میں ہوئی۔
- ۱۳۔ حسامت۔ فارسی اور اردو دونوں میں صاحب دیوان ہے۔ بلکہ اردو دیوان کے دو مختلف نسخے بنیار ہنڑتے، آخری نسخہ "دیوان نادہ" مشہور ہے۔ اسکے دیباچہ میں اپنے ۳۵ شاگردوں کے نام ٹانک دکھلتے ہنڑتے۔ ان ہی میں ایک سو دا بھی ہنڑتے۔ بعضوں نے جوان کی عمر سو سال سے زیادہ بتائی ہے دھ اس نے علطہ ہنڑتے کہ خود بقول حامی ان کا سال ولادت لفظ "نہوں" سے ظاہر ہوتا ہے یعنی ۱۹۰۲ ھ اور وفات ۱۹۶۷ ھ میں ہوئی۔ اسی حساب سے عمر ۸۶ کی قرار پاتی ہے۔ آب چبات اور دیگر تذکروں کے بیانات

غلط ہیں۔ حجی الدین قادری زور نے جو سخن اللہ پر زور دیا ہے وہ بھی بہت کمزور شہادت ہے اور غلط فہمی پر مبنی۔

۱۲۔ درپورانہ۔ عام طور پر بہ سنگہ کہا جاتا ہے۔ مطبوعہ نسخہ میں بھی سنگہ ہی ہے مگر یہ غلط ہے۔ اصل نام سرپ سکھ ہے۔ فارسی کے بہت بڑے گوشت اخونے اور لکھنؤ میں کثرت سے ان کے سث اگرد تھے۔ پہلے اردو میں بھی کہنے شکنے بعادر میں اس سے زل برداشت ہو گئے۔ سال وفات میں اختلاف ہے۔ سعیدہ ہندی میں سلطنت رہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مؤلف دیوانہ کا دوست سخا اور اسکی وفات کے عالات سے باخبر رہتا۔

۱۳۔ درد۔ ان کا دیوان رنجتہ عنقر ہے سو شتر کے قریب مثنوی کے اردو اشعار بھی کہے شکنے جوان کے بھائی میراث کے مثنوی خواب و جہل میں صنم ہو گئے ہیں اور اردو دیوان کا قدیم ترین نسخہ دہلی ۱۸۳۶ء کا ہے (۱۴۶۱ھ) ایک دوسرا نسخہ مطبوعہ مطبع محمدی لکھنؤ کا ہے، قاصنی عبد الدود دھاب کی اطلاع کے مطابق چونکہ ان کے پیش نظر نسخہ ناقص الآخر تھا اس لئے اس نے کا پتہ نہ چلا، میرے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ پہنچ یونیورسٹی لا برمی کا ہے اس سے یہ اطلاع ملتی ہے کہ "دیوان میر درد ہندی باہمیاں کیپتا ان مرزا مہدی علی حاں قبول در کار کو بھی مطبع محمدی ہو یوں بسلطان المطالع ماہ شوال ۱۲۷۰ھ صفحات ۸۳، مصنف کے احوال بھی ہیں چونزگہ میر عسن سے نقل کئے گئے ہیں۔ پھر بیان کی تاریخ وفات درد " ہائے بود

آدینہ و بیت و چهارم از صفر (۱۹۹۰ھ) ولادت ۱۳۲۴ھ

۱۶۔ درد مندر۔ لفظ "صاحب" ان کے نام فیضیہ کا ایک بخوبی۔ فارسی کے شعروں میں تھے ہی، اردو کے اشعار بہت کم ملتے ہیں۔ ان کا سافی نامہ اردو میں بہت مشہور ہے۔ وفات ۱۹۷۶ھ۔ یہ اپنے والد کے ساتھ بھلپن ہی میں دکن سے دہلی چلے آئے۔ پہلے شاہ ولی اللہ اشتیاق کے پاس رہے اسکے بعد منظر سے عتبہ رہے۔ ایک زمانہ مگر نہ گالہ میں بھی رہے ان کا مولود اودھ گیر نایاب بیدر (دکن) ہے۔

۱۷۔ راغب۔ یہ بھی اردو کے خفر متعارف شاعر تھے۔ هرف مصححی نے ان کو شاعر رجیستہ لکھا ہے۔

۱۸۔ سامي۔ مطبوعہ نسخہ میں مرتضیٰ جان نام لکھا ہے۔ صحیح نام مرتضیٰ جان بیگ تھا۔ لکش بیمار میں تخلع ساتھی عطا۔ لکھا ہے۔ اعظم الدوام سرور حمدہ منتخبہ ان کے شاگرد تھے۔ شاہ عالم بادشاہ کے حکم سے شاہنامہ لکھ رہے تھے کہ فورت ہو گئے۔

۱۹۔ سودا۔ وفات ۱۹۷۶ھ میں لکھوں ہوئی۔ ولادت کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے۔ آب چات میں ۱۹۲۵ھ ہے۔ اسکی تعدادیں ہنیں ہوئی۔ جدید تحقیق کی بنی پر ولادت کا سنا ۱۹۱۵ھ۔ ۱۹۲۰ھ تک عدد و سمجھنا چاہیے (تفصیل کے لئے دیکھئے صحیفہ ۲۲) سودا کا تذکرہ شرعاً ریختہ اگر واقعی اہنوں نے لکھا تو اب ناپیرا ہے۔ مگر ان کیا جاتا ہے کہ قائم کاغذ نہ کاتے ہی وہ تذکرہ ہو تو عجب ہنیں۔ سودا کے فلمی دوادیں کے لئے بکثرت ملتے ہیں۔

مطبوعہ شخصوں میں سوز، رند، اور قائم وغیرہ کے بہت سے اشعار اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ خوشی محرکہ زبیا میں ایک بجذوب کی حکایت بیان کی ہے کہ سودا تخلص اسی نے تجویز کیا اور یہ پیش گوئی کی کہ عمر بھی تعداد حروف تخلص کے برابر ہو گی یعنی اے برس۔ اس حساب سے ان کا سال ولادت ۱۲۲۳ھ فرار پاتا ہے۔ مگر یہ حکایت ہی حکایت ہے۔ سودا سے میر کی لکھنؤ میں طاقت کا افراز محفوظ ہے۔ میر کے لکھنؤ آنسے سے ایک حال پہلے ہی سودا انتقال کر چکے تھے۔

۲۰۔ سورہ۔ دیوان کے فلمی نسخے ملتے ہیں۔ حال ہی میں دہلی یونیورسٹی سے دیوان رسمیتہ شائع ہوا۔ علی چیدر صاحب نیر (ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پڑھنے) بھی مختلف شخصوں پر مبنی دیوان مرتب کر چکے ہیں جو زیرِ ملباخت ہے۔ سالِ رحلت ۱۲۱۳ھ۔

۲۱۔ شرہ۔ سخن شمرا میں ان کو شاگرد نواز شش جین خان دوازشی کا لکھا ہے۔

۲۲۔ شاعر۔ اردو شاعر کی حیثیت سے کم روشناسی میں۔ ۱۲۱۴ھ میں پدرا ہوئے۔ اپنے دالد کے مستقفل ہو جانے کے بعد بھکر اور سیستان کی خدمات دفاع نثاری پران کے جاثشیں ہوئے۔ ۸ شب شنبہ ۱۸۵۱ھ میں دفات ہوئی۔ "گرفت قدری جہاں سید محمد از جہاں" (آزاد)

۲۳۔ صمصم۔ ان کا تخلص عامم سخا۔ مصنفوں کو معلوم نہ ہو سکا۔ فارسی کے شاعر تھے۔ اردو کے بہت کم اشعار ان سے منسوب ہیں۔ منگامہ

نادری میں ۱۵ ذی القعده ۱۱۵۰ھ میں رخی ہو کر ۱۹ ذی الحجه ۱۱۵۱ھ کو ۲۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سخن شمرا میں ان کی وفات کا سال ۱۱۸۰ جموی غلط دمہے۔ صاحب سرست افزا کو ان سخنی میں سخت کا صحیح عسلم ہنیں۔

۲۴۔ صالح - نظام الدین احمد تاریخی نام ہے۔ (۱۱۳۹ھ) حافظ قران تھے۔ یہ روزا ز شعر عجیلی بلگرامی سے تعلیم حاصل کی اور شاہری میں بھی اہمیت کے ساتھ اگر دیکھئے۔ تیر میون صدی ہجری کے اوائل میں انتقال ہوا۔ سرست افزا میں ان کا معروف نام بعضی میباشد۔

۲۵۔ فضیل سعید - نصیر الدولہ سختی - الملک اسد جنگ بہادر۔ والد کا نام شاه علیم العادی درودی خان کے قریبی رشته دار تھے (بجا بھی داماڈ) سید غلام حسین خان وفا مولوی سیر المتأخرین ان کے صاحبزادے تھے۔ وفات حسین آباد میں ہوئی۔ مصحفی نے حسین کو گڑھ غلط لکھا۔

۲۶۔ فقیہ سعید - فارسی کے زبردست شاعر اور مسفر دیکتابوں کے مصنف تھے۔ سال ولادت ۱۱۱۵ھ۔ سال وفات بیشہ مدت شفیع شہید ۱۱۸۳ھ ہے اور بھی مفترہ ہے۔

۲۷۔ فیضی - سنگھر کے لگ بھگ عظیم آباد پہنچے اور یہنیں کے ہمور ہے۔ وفات ۱۱۸۶ھ میں ہوئی۔ مزال محلمہ دول پورہ (دھول پورہ پنچھی میں) میں سید محمد شیرشاہی کے شہادتیں ہیں۔ سنگ موسیٰ پر یہ قطفہ تاریخی درج ہے۔

کوکہ خان آں بہار بارہ سخن : سوے خلد بری ز دنیارفت

کر و مفتون پو فکر تا ر بخشن: گفت ہائف: "سرور دلہار فست"
اردو میں ندیم اور فارسی میں امید کے شاگرد تھے۔ اردو دیوان الحسن
نزقی اردو سے رثایع ہوا ہے۔ مزید اشعار غیر مطبوعہ دوسرے قلمی نسخوں
میں بھی ملتے ہیں۔

۲۸۔ فرمائی۔ تعلقات دینوی سے کنارہ کش مولک درویشی اخیاری
اہمیت میں مشغول ہے۔ فارسی اشعار بختیگی کے ساتھ کہنے تھے بھی کبھی بخیہ بھی کہ لیتھے تھے۔

۲۹۔ قائم۔ ربط و صبغ کے باوجود محققی ان کے تذکرہ شمرا "مزن نکا"
سے ناداقت معلوم ہوتے ہیں۔ قائم کی ولادت تجیئہ ۱۳۵۰ھ میں ہوئی
اور وفات ۱۴۰۸ھ میں۔ پہلے ہدایت کے، اسکے بعد درد اور سودا
کے شاگرد ہوئے۔ بحوالہ تذکرہ کاملاں رام پور انتقال ۱۴۲۰ھ
میں ہوا اور حملہ مدسه کہنہ میں جناب نواب سید محمد علی خاں صاحب
بہادر کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

۳۰۔ معین۔ ان کے والد نواب بحیب الدوہ بہادر کے وکیل تھے اسی
کے عصیہ میں دہلی کے مفتی ہوئے ان کی وفات کے بعد یہ بھی اسی عہد پر
ماخوذ ہوئے ۱۴۲۶ھ میں انتقال ہوا اور حضرت خواجہ باقی بالتلہ کے
جوار میں مدفون ہوئے۔ (معین گلشن)

۳۱۔ حکیم۔ فارسی کے ناعترف تھے اور تذکرہ دون میں ان کا صرف ایک۔
بشعر بخت کا ملتا ہے اب جدید حقیقتات کی بن پر ۱۳۲۱ھ اشعار بخت
کے مالک ہیں۔ وفات ۱۴۶۳ھ یا ۱۴۷۰ھ۔ مہمینہ معلوم نہیں
ولادت ۱۴۱۱ھ۔

۳۲۔ میر - خان آرزو کے سوتیلے بجانے تھے۔ آخر میں تعلقات غرب
ہو گئے تھے۔ ۱۹۶۱ء میں تکضیب ہے۔ رحیمہ کے چھ دوادیں اور
سترد مثنویاں یاد گاریں۔ مصحفی نکات الشعرا سے بے جریل
ہوتے ہیں۔ میر کی ولادت ۱۳۵۱ء میں ہوئی اور وفات ۱۴۲۵ھ
میں اسی سال ان کا رحیمہ کا دیوان کلکتہ میں ٹاپ کے حروف میں
چھپا۔ اکثر تذکرے ان کی سیاست کے ملنگیں۔ میر احمد منشا کے فارسی
دیوان کے ایک صفحہ پر مختلف فقرے لکھے ہوئے ہیں جن سے بتا
چلتا ہے کہ میر ۲۱ شعبان روز تعبہ ۱۴۲۵ھ کو فوت ہوئے (معیار)
خوش معرکہ زبیا میں اطلاع ہے کہ میر کی دعیت سنی کہ ہجتیز و تکھین ایک
دن کے بعد ہوتا کہ لوگ عقیدت منداہ طور پر زیارت کے لئے آئیں مگر
صبح سے شام ہو گئی کوئی نہ آیا۔ (والسلام علیک)

۳۳۔ منت - تکھنے گئے تو مذہب اثناعشری قبول کیا۔ وفات
۱۴۰۷ھ نہیں بلکہ ۱۴۰۸ھ میں کلکتہ میں ہوئی۔ گورنر جنرل نے ان کو
ملک الشعرا کا خطاب دیا تھا۔ انعام و اکرام بہت پائے رہے۔
۳۴۔ مخلشم - مزید معلومات نہ مل سکی۔

۳۵۔ مظہر - فارسی کے مسترد اور خوش فکر شاعر تھے۔ اردو میں اشعار کم ہیں۔ تذکرہ دون
بھی بخواشیار ملتے ہیں وہ اکثر دوسرے شعرا سے بھی منسوب ہیں۔ سال ولادت قطبی طور پر
معلوم نہیں ۱۱۰۰ھ کے لگ بھگ ہو گا۔ شہادت ۱۹۵۱ھ۔

۳۴۔ مصححی - اپنے حرب سب کا حال مجمع الغواص بیس لکھا ہے اس کا
افتباش راقم المروت نے بے عنوان "مصححی کا کجا چھٹا" اپنے مجموع
تحقیقی مقالے میں شائع کر دیا ہے۔ اس سے ان کی زندگی کے اکثر
گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ شعر اکے تین تذکرے لکھے۔ پہلا عقد شریا
فارسی شعر اکے اولی میں۔ دوسرا تذکرہ ہندی۔ رجیستہ گوپوں پر
آخری تذکرہ ریاضن الفصیا گویا ان دونوں کا تکملہ ہے۔ استوری نے
غلطی سے ایک اور تذکرہ فارسی گوپاں کا ذکر کیا ہے۔ اسکو غلط
سمی ہوئی ہے۔ اردو کے آٹھ دوادیں ہیں۔ عمر اشتی برسی سے کم نہ
نحو ۲۰۰۰ میں انتقال ہوا۔ معمر کہ ان شاد و مقتضی ان کی زندگی
کا مشہور داعف ہے اسکی تفضیل دیکھنی ہوتی تو "خوشی معمر کہ زبیا" کی
ورق گردانی کیجئے۔ یہ رٹے پر گو اور قادر کلام شاعر تھے۔
آٹھ دوادیں اردو کے موجود ہیں۔ ان کے سنجھ خدا نخشی لا بُریری
اور رام پور میں ہیں۔ عصرہ ہوا ایک اخناب اسیر اور امیر
کی کوششی اور اصلاح سے طبع ہوا تھا۔ مکمل دوادیں اب تک
نہیں پہنچے۔

۳۵۔ مفترض - بارہ سال سے ڈبائی کی تحریکداری کرتے تھے
شیفۃ سے بارہ ملاقات ہوئی۔ شعر گوئی کا بہت شوق بھا
د افغان بلما پر ایک قصیدہ کہا اور شیفۃ کو سنایا تھا۔

۳۶۔ نظام - نظام الملک آصف جاہ بانی سلطنت حیدر آباد
کے پونے تھے۔ ان کے اردو اشعار ان کی بیگم (گنابیم)

کے اشارے سے لگدہ ہو گئے ہیں۔ ان کا استقال ۱۲۱۵ھ

۱۸۴ء بہ معتمام کا پی ہوا۔

۳۹۔ ڈانی۔ اردو کے غیر معروف شاعر ہیں۔ میر شمس الدین
نیپور کے نیرو نتھے۔

۴۰۔ ڈاقف۔ فارسی کے مشہور شاعر۔ مگر رنجتہ بھی
کہتے تھے۔ گل عجائب میں ان کا اردو کلام ملنا ہے۔ حاکم دعا حب
مردم دیدہ) سے ربط رکھتا۔ دو بُون ساختہ کو جانے والے تھے
وہ چلے گئے یہ علات کی وجہ سے رہ گئے۔ حاکم کے سفر حجہ سے نوٹنے کے
بعد دونوں اور زنگ آباد آئے پھر ہندوستان۔ ۱۱۹۵ھ میں
استقال ہوا۔

۴۱۔ ڈالہ۔ گناب سکم (ذیسری) زوجہ عادا ملک انہی کی طی
سخیں۔ فارسی شرا کا ایک تذکرہ بھی لکھا (ریاضۃ الشعرا) تذکروں
میں اردو کا کلام بخیں ملتا۔ قاصی عبد اللودود صاحب کی زبانی معلوم
ہوا کہ ان کے رنجتہ کے چند اشعار ان کے کلیات فارسی میں انہوں
نے دیکھے تھے۔ اور یہی بات بعد الغفار صاحب لکھا رکھا گیا پور
یو بنور سٹی سے بھی معلوم ہوئی کہ رنجتہ کے اشعار نام اور والے
فارسی دیوان میں ہیں۔

۴۲۔ ڈا ترمی۔ نام میر جاد علی خان۔ سر سید احمد خان کے
زادا تھے ۱۲۱۵ھ میں استقال ہوا۔ اردو کے عاحد دیوان تھے۔

۴۳۔ ڈکا۔ اردو شاعر کی حیثیت سے لم بہت کم متعارف
ہیں۔ ان کا حال تفصیل سے گل عجائب میں ہے اور اردو کلام

کا مخونہ بھی ہے۔ ۲۶ ربیع سالہ ۱۴۷۰ میں بلگرام میں پیدا ہوئے
۲۷ ۱۴۷۰ میں اپنے چہا غلام علی آزاد کی طلبی پر دکن تھے۔ دکن واپس
اگر پھر دکن گئے اور خدمات فائعتہ اور جائیر وغیرہ سے سرفراز ہوئے۔

۱۱۹۹ - ۱۱۹۹ کے بقید حیات تھے۔ اور دکن میں مقیم۔ مؤلف کل عجماب
سے ربط تھا۔ کلام مرتب ہو چکا تھا۔

۲۸ - قیسل - فارسی گوئی حیثیت سے مشہور۔ فارسی تذکروں
میں احوال تفصیل سے ملتے ہیں۔ خوش موسکہ زبیا میں ان کا ذکر اردو
شاعر کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ اور ایک شعر اردو کا لکھا ہے۔

زنگی بچہ جسن عدیم المثال ہے

ثانی جواس کا ہے تو کوئی خال خالی

اور یہ اطلاع دی ہے کہ گرچہ یہ شعر دن مرتبہ ہے تکہ یہ سہندری گویوں کا
تذکرہ ہے اور قلنیس اکثر سہندری گویوں کے استفادہ تھے اس لئے
ان کا تذکرہ کیا گیا۔ یہ بھی اطلاع دی ہے کہ فارسی عادات کی تحقیق
بکے بھے۔ ایران کا بھی سفر کیا تھا۔ ولادت ۱۱۷۲ ۱۴۷۰ میں ہوئی
اور وفات ۲۳ ربیع الاول ۱۴۷۳ میں بروز شبہ واقع ہوئی۔

ضمیر

[کتاب مرتب ہو جانے کے بعد اس بات کا پتہ چلا کہ نواب صحمام الملک تخلص صارم بھی اردو میں شعر کہتے تھے۔ ان کا زوجہ نایاب الافکار میں بھی ہے اور ان کے حالات تفصیل کے ساتھ تذکرہ بینظیر مولف سید عبدالواہب افتخار میں موجود ہے جس کا اردو میں تخلص میکل بھی سمجھا۔ ان کا زوجہ جو عقد ثریا میں ہے وہ درج کیا جاتا ہے :- عطا۔]

۱۳ - صارم - نواب صحمام الملک۔ ان کا اصلی نام میر عبد الجی خان ہے۔ یہ نواب صحمام الدوکھ شہید کے بیٹے ہیں۔ یہ جوان اور نگاہ آبادی پہلے اپنے والد کے خطاب صحمام الدوکھ سے نوازے گئے۔ آج کل نواب آصف جاہ ثانی کی سرکار سے صحمام الدوکھ کا خطاب طا اور دکنی کی دیوانی کے بلند رتبہ پرفائز ہیں اپنے معاصر مراء میں شعر فرمی اور دوسرے علوم کی بدولت سر بلند ہیں۔ اشعلہ کہنے کا بھی شوق رکھتے ہیں۔

(ان کا تخلص تذکرہ بینظیر میں وقار لکھا ہے شمس الدوکھ دنا در جنگ بھی خلابات تھے۔ ولادت ۱۳۲۱ھ میں ہوئی اور وفات بارہویں صدی کے اوآخر میں (نایاب الافکار) پہلے وقار تخلص کرتے تھے پھر صارم۔ تحفۃ الشعرا تاتشال میں ان کے والد کا نام نواب شاہ نواز خان لکھا ہے۔ ۱۱۶۳ھ (سال تابع تحفہ) میں ان کی عمر بیس سال کی بتائی گئی ہے اور فارسی اشعار کے ساتھ ۱۹ اشعار اردو کے بھی ہیں۔)



مولف کی تحریر کرتا ہیں

- ۱۔ سیفیتہ شہیدی - بھگوان داس ہندی کا فارسی تذکرہ شعراء۔
- ۲۔ سیفیتہ خوشگو - بن رابن داس خوشگو کا فارسی تذکرہ شعراء
- ۳۔ طبقات اشعار - کبیر الدین کاظمی تذکرہ شعراء اردو حصہ سوم وچہارم فی غصہ
- ۴۔ تذکرہ شعراء - بربان شاد عظیم آبادی
- ۵۔ ریاضن الوفاق - ذوق عقار علی مفت کے ناماب تذکرہ کا ترجمہ و خلاصہ
- ۶۔ تذکرہ صحیح کلشن - سید علی حسن خان کاظمی تذکرہ (خلاصہ و ترجمہ) عصر ۵ پیسے
- ۷۔ تاریخ الاقکاہ - قدرتہ انور قادر گوپا مسوی کاظمی تذکرہ (خلاصہ و ترجمہ) عصر ۸ پیسے
- ۸۔ عقدہ ثریا - مصحفی کاظمی (خلاصہ و ترجمہ)
- ۹۔ مطالعہ شاد - شاد عظیم آبادی کی شاعری پر سیر حاصل کتاب
- ۱۰۔ مطالعہ حسرت - حضرت مولانا کی غزل گوئی پر تبصرہ اور انتخاب کلام
- ۱۱۔ تقابی مطالعہ - ممتاز شعراء اردو کے کلام کا مقابلہ مطالعہ
- ۱۲۔ تحقیقی مطالعہ - تحقیقی مصنایف کا مجموعہ
- ۱۳۔ انتخاب کلام شعراء بہار - (مکال، اکبر، اثر، عطا، ارشد) عصر ۸ پیسے
- ۱۴۔ خوشنوکر نہ سما - تذکرہ سعادت خان ناصر زیر طبع
- ۱۵۔ کلشن و تکڑاہ - کلشن سخن اور کلڑاہ رابرائیم کا خلاصہ و ترجمہ
- ۱۶۔ نئن تذکرے - نکات الشعرا - تذکرہ گروہی اور محزن نکات کا خلاصہ و ترجمہ
- ۱۷۔ تذکرہ میرت افراء - ابو الحسن امراللہ آبادی کاظمی تذکرہ (ترجمہ و خلاصہ)
- ۱۸۔ تذکرہ غالب - غالب سے متعلق چند تقطیعیں اور سہ طرح غزیلیں
- ۱۹۔ ملنے کا پتہ - عظیم انشان یک ڈپور سلطان رکن - پٹنہ ۶

